اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

قیمت پیشگی سالانہ للعہ ششماہی ۴ سہ ماہی ۲ ۔ ترسیل زر بنام منیجر الفضل

فی پرچہ ار

ایڈیٹر غلام نبی

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء یوم جمعہ مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ

نمبر ۴۴ جلد ۱۶

امریکہ میں تبلیغ اسلام

دو ماہ میں چھ تقریریں اور چار اصحاب کا قبول اسلام

صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم اے احمدی مبلغ کی رپورٹ

خاکسار کو شکاگو پہنچے دو ماہ کا عرصہ گزرا ہے۔ اس عرصہ میں محض اللہ تعالٰے کے احسان سے چھ تقریریں کی گئیں۔ سب سے پہلی تقریر ایک Metaphysical کے مدرسہ میں ہوئی اس مدرسہ کے منیجر ایک متمول وکیل ہیں۔ ان سے واقفیت ہونے کے بعد میں نے ان کو تبلیغ کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے واقعات سنائے۔ ان کو دیر سے کوئی تکلیف چلی آتی ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بذریعہ ہفتہ وار خط درخواست دعا شروع کی ہے۔ کتاب Teachings of Islam پڑھ کر بہت متاثر ہوئے اور اپنے مدرسہ میں بذریعہ اشتہار اعلان کرا کر تقریر کرائی۔ اللہ تعالٰے ان کو ہدایت نصیب کرے۔

یہاں بالعموم اتوار کے روز مختلف چرچوں اور گرجوں میں تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ میں مختلف چرچوں میں گیا۔ اور چرچوں کے مالکوں سے گفتگو کی۔ انہوں نے اپنے جلسوں میں مجھے اپنا تعارف کرانے کا موقعہ دیا۔ میں نے مختصر طور پر اسلام کی دعوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی اشاعت [illegible]

مدینۃ المسیح

مقامی ٹورنامنٹ تین چار دن ہوتا رہا۔ ۲۰ نومبر کو مدرسہ احمدیہ کے سکوٹس نے جس وقت ورزشی کھیلیں دکھائیں۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی رونق افروز تھے۔ مختلف ٹیموں میں فٹ بال۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ والی بال کے میچ ہوئے۔ کرکٹ و ہاکی میں جنٹلمین ٹیم۔ فٹ بال میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم اور والی بال میں مدرسہ ہائی کی ٹیم کامیاب ہوئی۔ کھیلوں کے وقت اس دفعہ پہلے کی طرح رونق نہ ہوئی۔

سٹیشن کی تعمیر اور ریلوے لائن کی تکمیل کا کام بہت سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ کئی دن راتوں کو بھی کام کرایا گیا۔

نہر رپورٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے کا تبصرہ کتابی شکل میں چھپ کر شائع ہو گیا۔ بک ڈپو قادیان سے احباب منگائیں ؛

جلسہ سالانہ کے چندہ کی وصولی کے لئے محلہ وار محصل مقرر کئے گئے ہیں۔ جو غیر کارکن اصحاب سے چندہ وصول کر رہے ہیں ؛

کاش انکار سے پہلے آپ سوچ لیتے تو آپ پر واضح ہو جاتا۔ کہ دنیا کی یہ نکبت و خواری پیش خیمہ ہے۔ عقبیٰ کی بربادی کا۔ رسائی حاصل کرو۔ اس چارہ گر تک تا کامیابی کو پہنچو۔ کامرانی کا منہ دیکھو۔ فلاحت نصیب ہو۔ اور رضائے الٰہی کے وارث بن کر دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کرو۔

"رہنے دیجئے! مجھے نہ یہ چارہ گری درکار۔ نہ اس صحت کی ضرورت نہ اس فلاحت کی چنداں حاجت"

"آپ کی مرضی! ؎

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے دیتے ہیں

اللہ آپ پر رحم کرے"

دیکھا ناظرین؟ ان دنیا کے بندوں کی روحانی حالت کہاں سے کہاں پہونچ گئی ہے۔ ذرا ذرا سی جسمانی مرض کیلئے کس طرح بھاگے دوڑے پھرتے ہیں۔ روپیہ پانی کی طرح بہانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ کیسے کیسے مجاہدے اٹھاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے عوارض ان کو کیسی تشویش میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر ان مہیب امراض روحانی کی ذرا فکر نہیں۔ مطلق پرواہ نہیں۔ کیسی کیسی تلخ کامیوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ کن آفات سے دو چار ہو رہے ہیں۔ مگر کیا مجال کہ راہ راست کی طرف قدم اٹھائیں۔ امراض جسمانی کے لئے تھوڑے سے اشارے پر بہہ تن متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اطبا کی جا جا کر خوشامدیں کرتے ہیں۔ کسی ڈاکٹر کی تھوڑی سی لیاقت کا نشان پا کر اس کے پیچھے اٹھ بھاگتے ہیں گردائے برحال ایشاں کہ امراض روحانی کا معالج نشانوں پر نشان دکھاتا ہے۔ وہ کہنہ سے کہنہ عاصی مریض کو نیک و پاک بنا کر متقرب خدا بنا رہا ہے۔ مگر یہ ہیں اسکی طرف سے پشت کئے بھاگے چلے جاتے ہیں ؛

آہ اے مبتلۂ تغافل! کاش تو ان آلام کو دیکھکر خائف ہوتا اے نکبت گرفتہ! کاش تیرے لئے یہ تازیانے کافی ہوتے اور تو بیدار ہو جاتا۔ کاش یہ رسوائی تیرے لئے باعث بھلائی ہوتی۔ کاش یہہ بربادی تیرے لئے وجہ شادابی ہوتی۔ ہاں! اے سست مے پندار! یہ مصائب تجھے تریشی کا کام دیکر ہوش میں لائے ہوتے۔ اے کاش! تو ان ادبار کی گھٹاؤں سے لرز اٹھتا۔ خوف خدا تیرے سینہ میں موجزن ہوتا۔ تو اپنے کئے پر پشیمان ہوتا۔ خوف و ندامت سے تیرا دل ترساں ہوتا۔ تو فرستادہ خدا کی جستجو کے لئے سرگرداں ہوتا اس سے اپنے درد کے درمان کا خواہاں ہوتا۔ تو یہ مصیبت کا زمانہ تجھ پر دراز نہ ہوتا۔ کاش تو دنیا کی حرص و آز سے اپنا دامن پاک کر کے کہتا تو خدا کی لو لگاتا۔ تو اس کے مظہر کے دامن سے لپٹ کر اپنی عقبیٰ کا فکر کرتا۔ تو اس کے قدموں میں جھک کر خوشنودی خدا حاصل کرتا۔ ہاں کاش تو انکار کی عادت کو بالکل چھوڑ دے۔ کاش تو رشتہ عقیدت والفت کا اس فرستادہ سے جوڑ لے۔ سنبھل! اب بھی سنبھل! اس حیات فانی پر مغرور نہ ہو۔ اس چند روزہ دنیا کے دھوکہ میں نہ آ اس عارضی عیش کے دام میں بچ۔ یاد رکھ یہ حیات مستعار ہے۔ یہ

اشتہار

اگر اس وقت مسلمان خبردار نہ ہوئے

تو بعد میں انھیں

یقیناً رونا اور دانت پیسنا ہوگا

کیونکہ اس وقت ہندوستان کیلئے دستور اساسی تیار ہو رہا ہے۔ سائمن کمیشن حالات کی تحقیق میں مصروف ہے اور گورنمنٹ ملک کو حکومت خود اختیاری دینے پر غور کر رہی ہے۔ اور بعض ہندوستانی لیڈروں نے تو اپنے منفید مطلب ایک دستور تیار بھی کر لیا ہے جس میں مسلمانوں کے حقوق کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے آج اس امر کی اشد ضرورت ہے۔ کہ احباب جماعت احمدیہ

مسلمانوں کو اغیار کے منصوبوں سے آگاہ کریں

اور وہ تمام باتیں سمجھاویں۔ جو ان کی آئندہ باوقار زندگی بسر کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ تا کہ وہ اپنے حقوق کو سمجھیں۔ اور ان کے حصول کے لئے ہر ممکن سعی کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں۔ اور اس کام کیلئے کسی دماغی کاوش اور ناقابل برداشت محنت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف

حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ معرکتہ الآرا مضمون

جو حضور نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر بطور تبصرہ لکھا ہے۔ ہر ممکن ذریعہ سے مسلمانوں تک پہونچائیں۔ کیونکہ یہی وہ مضمون ہے جس میں پورے بسط اور تفصیل کیساتھ ہر ایک ضروری امر پر روشنی ڈالی گئی۔ اور دلائل کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے کہ نہرو رپورٹ اگر قبول کر لی جائے تو مسلمانوں کی ہستی یقیناً خطرہ میں جا پڑیگی۔ کیونکہ اس میں نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے واجبی حقوق کو نظر انداز کر دیا گیا ہی۔ بلکہ اس وقت جو تھوڑے بہت حقوق انہیں حاصل ہیں۔ وہ بھی ہتیا لئے ہیں ؛

وقت کم اور کام بہت ہے

اس لئے احباب ابھی سے تیار ہو جائیں۔ اور جہاں تک ان کے بس میں ہو۔ اس بیش بہا اور گرانقدر مضمون کو جو کتابی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ خرید کر کثرت کیساتھ مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ تا کہ وہ نہ صرف آنیوالے خطرات سے آگاہ ہو جائیں۔ بلکہ اپنے جائز حقوق لینے کیلئے کامیاب کوشش بھی کر سکیں۔ عام اشاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکی

قیمت بھی بہت کم

رکھی ہے۔ تا کہ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد خرید کر لوگوں تک پہنچا سکیں۔ یہ مضمون بڑی تختی ۲۰×۲۶ کے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جس کی قیمت سو یا سو سے زیادہ خریدنے والوں سے صرف اٹھارہ روپے سینکڑہ لی جائے گی۔ امید ہے۔ احباب اس نہایت اہم اور ارزاں کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگائیں گے ؛

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

اعلانات

(اوّل)

مشین قیمہ ولائت سے آگئی

ہماری قیمہ کی مشین خدا کے فضل سے اس قدر مقبول ہوئی ہے۔ کہ پہلا چالان تھوڑی ہی مدت میں ختم ہوگیا۔ اور دوسرے چالان تک ہمیں اشتہار بھی بند کرنا پڑا۔ اب بفضل تعالےٰ ہم یہ اعلان کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ کہ تازہ مال پہونچ گیا ہے۔ پہلے آئے ہوئے آرڈروں کی تعمیل کی جارہی ہے۔ اگر کسی صاحب کو مشین نہ بھیجی گئی ہو۔ تو دوبارہ لکھ کر منگالیں۔ یہ مشین دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نہائت کارآمد اور خوبصورت ہے۔ اور خوبصورت ڈبوں میں بند ہے۔ مصالحہ وغیرہ پیسنے کے پرزہ جات بھی ہمراہ ہیں۔ جن احباب نے ابھی تک نہ منگائی ہو۔ وہ جلد منگالیں۔ ورنہ پھر دوسرے چالان کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت صرف چھ روپے بارہ آنے - (۶؎ ۱۲)

(دوم)

ولائتی مشین سویاں

یہ خبر بھی نہائت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ سویاں بنانے کی مشین بھی ولایت سے تیار کرائی گئی ہے۔ لاجواب چیز ہے۔ بہت خوبصورت اور مضبوط ہے قیمت بھی نہائت کم مقرر کی گئی ہے۔ یعنی صرف پانچ روپیہ (۵؎) فی عدد

(سوم)

ادویات وغیرہ پیسنے کی مشین

یہ مشین بھی چند دنوں تک ولائت سے پہونچنے والی ہے مفصل اعلان جلسہ سالانہ سے پہلے کیا جائے گا۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نمائش اور فروختگی کے لئے یہ مشین قادیان میں کسی مناسب جگہ پر رکھی جائیگی۔ علاوہ ازیں زراعت وغیرہ ہر قسم کی دیگر مشینری ہم سے مل سکتی ہے۔ ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

ایم۔ عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جس کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں۔ یا وقت سے پہلے حمل گرجاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب "محافظ اٹھرا گولیاں" اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بنکر بیاری بچوں سے خالی تھے۔ اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا تھے۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچے خوبصورت۔ اٹھرا کے اثرات سے بچے ہوئے صحیح وسلامت طبعی عمر پانے والے پیدا ہونگے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (۱؎ ۴)

شروع حمل سے آخیر دودھ پلانے تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک ہی دفعہ منگوانے پر فی تولہ (۱؎) لیا جائیگا۔

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کے لئے ہمہ صفت موصوف ہے اعضائے رئیسہ کمزور ہوں۔ یا نسیان ہو۔ یا معدہ کمزور ہو۔ یا دماغ کمزور ہو۔ یا دل دھڑکتا ہو۔ یا کمزوری جگر ہو۔ یا بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ قوت کمزور پڑگئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال ازبس ضروری ہے۔ قیمت فی ڈبیہ (۲؎) دو روپے

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

موٹاپا دُور کرنے کی حیرت انگیز دوائی

وُہ اصحاب جن کا جسم ضرورت سے زیادہ موٹا ہوگیا ہو۔ پیٹ آگے کی طرف بڑھ رہا ہو۔ توند حد سے زیادہ بڑھ رہی ہو۔ چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا ہو یا ایسا ہونے کا خطرہ ہو۔ وُہ ہماری دوائی کا فوراً استعمال شروع کردیں۔ جس کے استعمال سے ایک ہی رات دن کے اندر وزن میں آٹھ اونس سے ایک پونڈ تک کمی واقعہ ہوجاتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ۔ اور روز بروز وزن گھٹکر جلد ہی اصلی جسامت پر آجاتا ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کے استعمال سے کسی طرح کی کمزوری اور نقص واقع نہیں ہوتا۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت صرف دس روپیہ (۱۰؎)

نوٹ:۔ یہ دوائی عورتوں کے لئے بھی ویسی ہی مفید ہے۔ جیسی مردوں کے لئے۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان (پنجاب)

مکرمی! السلام علیکم

بتقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کردیا ہے۔ کہ مساوات اور روا داری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اس لئے جب تک ان اصولوں کو رواج دے کر سلسلہ میں وسیع نہ کیا جائے گا۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہے گی آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ جناب اس رشتہ اتحاد کی خاطر راقم الحروف سے کو آپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو خاکسار سے مندرجہ اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ یا بھجوائیں۔ اور اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقۂ اثر میں سفارش کریں اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے اور سامان بینڈ ڈرم اور فیلوٹ وغیرہ اور سامان جنگ پائپ وغیرہ کمفائت عمدہ تسلی بخش اور نہائت اعلےٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگائیے گا۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

ہندوستان کی خبریں

بھوپال ۲۱۔ نومبر۔ دہلی سے واپس تشریف لے جاتے ہوئے اعلیٰحضرت نظام دو گھنٹہ کے لئے بھوپال سٹیشن پر ٹھیرے۔ نواب صاحب بھوپال وزراء اور شاہی عملے کی معیت میں استقبال کے لئے اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ بھوپال کے شاہی فوجی دستے کا معائنہ کرنے کے بعد جو سٹیشن پر تعینات تھا۔ دونوں مسلم فرماں روا ایک موٹر میں بیٹھکر شاہی محل کو روانہ ہوئے۔ جہاں پُرتکلف دعوت دی گئی۔ کمرۂ خاص میں چند لمحات کی پرائیویٹ گفتگو کے بعد دونوں فرمانروا اسٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ جہاں پر تپاک ملاقات کے بعد کوکبۂ ہمایونی بھوپالی اتواپ کی سلامی لیتے ہوئے عازم دکن ہوا +

گوجرانوالہ ۲۰۔ نومبر۔ آج آنریری مجسٹریٹ کی عدالت کے احاطے میں لاٹھیوں اور کرپانوں سے مسلح مسلم اور سکھوں میں فساد ہو گیا۔ وجہ فساد یہ ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت کو سکھوں نے اپنے مذہب میں شامل کر لیا تھا۔ اور مسلمانوں نے عدالت میں دعوےٰ دائر کر رکھا تھا۔ آج مقدمے کی پیشی تھی۔ چند مجروحین خطرناک حالت میں ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس نے بہت سے سکھوں اور عورت کو زیر حراست لے لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کرپان سے بہت مسلمان مجروح ہوئے ہیں +

الہ آباد ۲۱۔ نومبر۔ مراد آباد کے پندرہ ہندو جو کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حکم کی خلاف ورزی کے جرم میں ماخوذ تھے۔ آج الہ آباد ہائیکورٹ سے بری کر دئے گئے۔ مسٹر جسٹس دلال نے فیصلہ کیا۔ کہ زیر دفعہ ۳۰ پولیس ایکٹ سپرنٹنڈنٹ کو تہواروں پر باجہ بند کرانے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ صرف باجہ پر پابندی عائد کر سکتا ہے +

الہ آباد ۲۲ نومبر۔ پاؤنیر کا نامہ نگار مقیم پشاور رقمطراز ہے۔ کہ سات دن کے بعد جلال آباد اور ڈھکہ کے درمیان ٹریفک کھل گئی ہے۔ جو لوگ وہاں سے آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وہاں شورش اس لئے ہو گئی تھی۔ کہ ملک شاہ افغانستان کے اس حکم کے ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے دفاتر میں جاتے وقت یورپین لباس پہنیں۔ شنواریوں نے غصہ میں آکر افغان چوکیوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی بھی ہوئی +

لاہور ۲۲۔ نومبر۔ سیکرٹری سناتن دھرم پبلسٹی بورڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ فاضلکا میں ستیہ آگرہ کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ چنانچہ دو سو والنٹیر بھرتی ہو گئے ہیں۔ گرد و نواح کے ہندوؤں میں جوش پھیلا ہوا ہے۔ ۲۰۔ نومبر کو ایک جلسہ بھی ہوا جس میں کمشنر کے فیصلہ کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ گورنر پنجاب کے پاس ایک ڈیپوٹیشن بھیجا جائیگا +

جدید دہلی ۲۲ نومبر۔ تھانہ امروہہ کے قریب موضع بہرا میں ۱۴۔ نومبر کو جو ہندو مسلم فساد ہوا۔ اس کے متعلق سرکاری رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ اس رپورٹ سے پایا جاتا ہے۔ کہ بعض مسلم عورتیں ہندوؤں کے کھیتوں سے جلانے کی لکڑیاں چن کر لائیں جسے ہندوؤں نے برا منایا اور فساد برپا ہو گیا۔ تین مسلمان شہید ہوئے۔ اور تین ہندو اور آٹھ مسلمان مجروح ہوئے۔ مسلمانوں کے بہت سے سکونتی مکانات نذر آتش کئے گئے۔ ۲۶ ہندو اور چار مسلمان گرفتار ہیں +

لاہور ۲۴۔ نومبر۔ غیر سرکاری مدارس کی مستقل مجلس کے اجلاس منعقدہ ۱۸۔ نومبر میں قرار پایا۔ کہ غیر سرکاری مدارس کی مستقل مجلس اس قرارداد کی سخت مذمت کرتی ہے۔ جو سردار حبیب اللہ نائب صدر مجلس مقننہ پنجاب مجلس مذکورہ آئندہ اجلاس میں فرقہ وار مدارس کی سرکاری امداد کے متعلق پیش کرنے والے ہیں +

پشاور ۲۳۔ نومبر۔ خیبر کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ شورش شنواریوں زنگو خیل تک محدود ہے۔ افغانوں کے بعض قبائل حکومت افغانستان کی مدد کر رہے ہیں۔ اور راستہ چند روز سے کھل گیا ہے۔ کابل کی ڈاک بحفاظت تمام ۲۰ نومبر کو تورخم پہنچ گئی۔ کابل کے طیاروں کی بمباری سے شنوار قبائل پر اچھا اثر ہوا ہے +

کلکتہ ۲۳ نومبر۔ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے لئے تیاریاں بسرعت جاری ہیں۔ اور دعوت ناموں کے جواب دیکھ کر قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ سالوں کی نسبت اس اجلاس میں حاضری بہت زیادہ رہے گی۔ مہاراجہ محمود آباد صدارت کرینگے اور غالباً مسٹر عبدالکریم ممبر لیجسلیٹو کونسل مجلس استقبالیہ کے صدر منتخب ہونگے۔ زیادہ وقت نہرو رپورٹ پر بحث و تمحیص میں صرف ہوگا۔ ایک جماعت کی طرف سے اس کی مخالفت کی جائیگی +

کلکتہ ۲۲۔ نومبر۔ انڈین نیشنل کانگریس کی مجلس استقبالیہ کے جنرل سکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کانگریس کے اجلاس ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ دسمبر کو منعقد ہونگے۔ مجلس انتخاب مضامین کا جلسہ ۲۵۔ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ آل پارٹیز کنونشن ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۷۔ اور ۲۸ دسمبر کو انعقاد پذیر ہوگا +

دہلی ۲۱۔ نومبر۔ سینڈہرسٹ۔ وولوچ اور کرانول میں داخلہ کے لئے ہندوستان میں جو اولین فوجی پرواز کا امتحان ہونے والا تھا۔ کل میٹکاف ہاؤس میں اس کا افتتاح ہوا جملہ اکناف ہند سے ۷۵۔ امیدوار شامل امتحان ہوئے +

سکندر آباد ۲۴۔ نومبر۔ اعلیٰحضرت کی سپیشل ٹرین کل سہ پہر یہاں پہونچی۔ حیدر آباد کے سٹیشن پر امراء۔ عہدیدار۔ جاگیردار۔ فوج کے دستے اور بے شمار باشندے استقبال کے لئے موجود تھے۔ تماشائی اسٹیشن سے قصر شاہی تک صف بستہ کھڑے ہوئے تھے۔ اعلیٰحضرت اور شاہزادگان کا عظیم الشان استقبال ہوا۔ شام کو خاص سڑکوں پر اعلیٰحضرت کی سواری نکلی۔ شاہزادے بھی ہمرکاب تھے۔ سڑکوں پر محرابیں اور محرابوں میں برقی قمقمے آویزاں تھے۔ ہر طرف ایک عالم نور نظر آتا تھا۔ کل ٹاؤن ہال حیدر آباد میں پبلک کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا جائے گا +

بھوپال ۲۵ نومبر۔ بدکاری کم کرنے کے لئے ریاست بھوپال میں رنڈیوں پر ٹیکس لگایا گیا ہے +

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ دارالعوام میں دفتر جنگ کے نمائندگان نے بیان کیا۔ کہ شنگھائی میں زائد سپاہی رکھنے پر نومبر تک جو اخراجات ہوئے۔ ان کا اندازہ ۲۴ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ کیا گیا ہے +

ٹانکن ۲۱۔ نومبر۔ آج مسلح چوروں کے دلیر و بے جگر جتھوں نے موٹروں میں بیٹھ کر دو سرکردہ چینی بنکوں پر روز روشن میں چھاپا مارا۔ یہ بنک بڑے بڑے تجارتی مرکزوں پر واقع ہیں۔ چوروں نے بنکوں کے عملوں پر تو ریوالور تان لئے۔ تجوریوں کو بندوق کی گولیوں سے چھلنی کر کے ہزارہا ڈالر لیکر چلتے بنے +

کانسس ۲۰۔ نومبر۔ ایسٹرن ارکانسس اور ویسٹ مسوری میں مسسیپی کے سیلابات کے اندر دس آدمی غرقاب ہو گئے۔ کھیتوں کو عموماً اور چوپائیوں کو خصوصاً بھاری نقصان پہونچا ہے۔ سینکڑوں آدمی اپنی اپنی جھونپڑیاں چھوڑ کر اس مصیبت زدہ علاقہ سے اونچی سطح کی طرف بھاگ رہے ہیں

لنڈن ۲۲۔ نومبر۔ لارڈ آلیور کے ایک سوال کے جواب میں لارڈ پیل نے دارالامراء میں بیان کیا۔ کہ مہاراجہ نابھہ کے وہ اختیارات جو ۱۹۲۳ء میں عطا کئے گئے تھے ضبط کر لئے گئے ہیں اور اب انہیں نظام ریاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ سابقہ حقوق خطابات سلامی کی توپیں اور ریاستی وظیفہ سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۱۔ نومبر۔ ارل ونٹرٹن نے ہوس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان میں روس سے تعلقات رکھنے والی کیمونسٹ تحریک ابھی تک جاری ہے مگر متعلقہ گورنمنٹیں اس کے سدباب کے لئے ہر کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں +

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ دارالعوام کے اجلاس میں مسٹر چرچل نے بتایا۔ کہ حکومت برطانیہ ہر سال ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو اتحادیوں کے قرضہ جنگ کی مد میں تین کروڑ ۳۰۔ لاکھ پونڈ سالانہ ادا کرتی ہے +

لنڈن ۲۰۔ نومبر۔ اٹارنی جنرل نے ہاؤس آف کامنز میں آج ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس ریزولیوشن کا حقیقی مقصد یہ ہے۔ کہ پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کی طاقت کو ان دو اشخاص کی مدد سے بڑھایا جائے۔ جو کہ ہندوستانی رسوم اور قوانین کا گہرا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان سے تعلق رکھنے والے تنازعات کی پیچی اور منصفانہ توسیع کے لئے یہ امر اشد ضروری ہے۔ کمیٹی کے دو نئے ممبران کو سالانہ چار ہزار پونڈ فی کس ملے گا۔ اور اس رقم کی ادائیگی کے ذمہ وار شاہی خزانہ اور ہندوستانی مالیات ہوں گے +

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا +

نتیجہ میں انہوں نے اپنے گرجوں میں یہاں کے دو مختلف اخبار Daily news اور Herald and examiner میں اعلان شائع کراکر تقریر کرائی۔ اس طرح سے اب تک چھ تقریریں ہوئی ہیں۔ جن کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے اسلام کے متعلق مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ اور مجھ سے سلسلہ کا لٹریچر خریدا ہے۔ ان چرچ کے مالکوں نے آئندہ بھی مجھ سے تقریر کرنے کی درخواست کی ہے بعض تقریروں کے عنوان یہ تھے:-

(1) The religion of Peace
(2) True Happiness
(3) Islam the religion of Prosperity

جزیرہ Phillipines سے ایک صاحب کی طرف سے خط آیا ہے۔ کہ وہ داخل اسلام ہوتے ہیں۔ شہر شکاگو میں تین شخص داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں:-

اسلامی نام	انگریزی نام
عبدالسلام	Young Drew Arter
رشیدہ	Ida Bell Arter
عبداللہ عیسیٰ	Odie Clifton Mason

اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔ اور سچے مسلمان بنائے۔ آمین

بذریعہ خط و کتابت بھی تبلیغ کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ شہر [illegible] میں ایک تعلیم یافتہ آدمی اسلام کے متعلق بہت دلچسپی لے رہا ہے۔ اسے اسلام کے متعلق ایک کورس تیار کر کے دیا گیا ہے۔

جب میں باہر جاتا ہوں۔ تو میرے عمامہ۔ ڈاڑھی اور لباس کو دیکھکر بعض سنجیدہ آدمی مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان اور اسلام کے متعلق باتیں دریافت کرتے ہیں۔ اس طرح تبلیغ کا موقعہ ملتا ہے۔ اور واقفیت بھی ہو جاتی ہے۔ میں نے تبلیغ کے متعلق اس ملک میں دیکھا ہے کہ اگر صرف اسلام کا نام لیا جائے تو لوگ دلچسپی نہیں لیتے۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً مسلمان اور ترک کو مترادف خیال کرتے ہیں۔ اسلام کا نام لینے پر ترکوں کی طرف ان کا ذہن چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام یا جماعت احمدیہ کا نام لیا جائے۔ اور پھر ان کو اچھی طرح سمجھایا جائے۔ تو خوب دلچسپی لیتے ہیں۔

ان دنوں میری نظر سے ایک کتاب گذری۔ جس کا مصنف ایک بہت بڑا ڈاکٹر ہے۔ اس نے تمباکو کے متعلق ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ جس میں یہ ثابت کیا ہے۔ کہ تمباکو انسان کے لئے سخت مضر چیز ہے۔ تمباکو کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہمیشہ دنیا کی حکومتوں نے تمباکو کو روکنے کی کوشش کی۔ سترہویں صدی عیسوی میں "حکومت روس تمباکو کے پینے والوں کے ناک کاٹ دیتی تھی"۔

میرے سامنے بہت سی مشکلات اور روکاوٹیں ہیں۔ میں نہایت الحاح سے تمام بزرگوں اور بھائیوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خاص توجہ سے خاص اوقات میں اور بالالتزام درگاہ ایزدی میں دعا کریں۔ کہ مولا کریم اس عاجز کے تمام عیوب اور نقائص کو دور کر کے خدمت اسلام کی پوری قابلیت اور صلاحیت پیدا کر دے۔ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت میں ہر قسم کی کامیابی عطا کرے۔ ہر معاملہ میں ہر قدم میں مدد کرے۔ مخلصین و صالحین کی جماعت عطا کرے۔ جن کے ذریعہ قیامت تک اسلام پھیلے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی حاصل ہو۔

احمدیہ مشن کیلئے خواتین کا چندہ

گذشتہ پرچہ کے بعد احمدیہ مشن لندن کے لئے خواتین کے چندہ کے متعلق حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئیں۔

۱۔ حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ احمدی مستورات جماعت گوکھوال کا جلسہ ۱۶ر نومبر منعقد ہوا۔ حکیم عبدالرحمن صاحب ملک کی دختر نے ایک مضمون سنایا۔ تخمیناً نصف گھنٹہ کے اندر تقریباً اسی روپے کے زیورات جمع ہو گئے۔ اور وعدے بھی ہوئے۔ امید قوی ہے۔ کہ چندہ یک صد روپیہ سے بڑھ جاویگا۔ خواتین کی تعداد چھتیس تھی۔

محمد عبدالعزیز شاغل سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گوکھووال

۲۔ گھٹیالیاں میں زیر انتظام سید نذیر حسین صاحب گرلز سکول کے احاطہ میں احمدی خواتین کا جلسہ "مشن لندن کے چندہ" کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمان کے بموجب ہوا۔ ہمشیرہ زینب بی بی صاحبہ معلمہ گرلز سکول نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون پڑھکر سنایا۔ عاجزہ دا اہلیہ چوہدری محمد الدین صاحب مرحوم نے مزید تاکید چندہ دینے کی کی اگرچہ تین قسم نہیں ہوئے۔ لیکن حسب ذیل چندہ ہوا۔ نقد دس روپے (عـہ) زیور سولہ روپے (۱۶) غلہ کا وعدہ للعہ،

عاجزہ اہلیہ (منشی) محمد علی کارکن احمدیہ سکول گھٹیالیاں

۳۔ الفضل ۱۵ر نومبر میں خواتین کے جلسہ کے متعلق پڑھا۔ اور اپنے گھر میں عمل کیا گیا۔ کیونکہ یہاں اور کوئی احمدی نہیں عزیزی رحمت بیگم نے بٹن سونے کے وزن ۲ تولے اور اقبال بیگم و نور بیگم نے ایک ایک انگوٹھی سونے کی وزنی چھ چھ ماشے دی۔ حمیدہ بیگم و زبیدہ بیگم بنت صدر الدین صاحب ٹھیکیدار و رشیدہ بیگم بنت سراج الدین صاحب ٹھیکیدار نے ایک ایک روپیہ نقد دیا۔ عمری بی زوجہ کریم بخش سیکرٹری انجمن احمدیہ میلسی ملتان

۴ ۱۔ میرے لڑکے بشارت احمد کی بینائی کم ہوتی جاتی ہے احباب دعاء صحت فرمائیں۔ نور الدین احمدی مغل پورہ

۳۔ بندہ عرصہ تقریباً ۲ سال سے مرض سل دق میں مبتلا ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ غلام رسول احمدی بھابڑہ ضلع شاہپور

ولادت

۲۷ر نومبر خدا کے فضل سے سید منظور علی شاہ صاحب رئیس قادیان کے ہاں لڑکی متولد ہوئی۔ احباب دعا کریں۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

اخبار احمدیہ

سائمن کمیشن کو انجمن احمدیہ دہلی کا تار اور اس کا جواب

حسب ذیل تار جناب بابو اعجاز حسین صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ دہلی کی طرف سے سائمن کمیشن کو ورود دہلی پر بھیجا گیا:-

جماعت احمدیہ دہلی آپ کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ آئندہ نظام حکومت میں مسلمانوں کے حقوق کا اچھی طرح تحفظ کیا جائیگا۔

اس کے جواب میں اسسٹنٹ سیکرٹری انڈین سٹیٹوٹری کمیشن نے لکھا:-

جناب من! مجھے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں آپ کے تار مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۲۸ء کا شکریہ ادا کروں۔ جس میں آپ نے انڈین سٹیٹوٹری کمیشن کو خیر مقدم کا پیغام تحریر کیا ہے۔ اور یہ کہ آپ کو یقین دلاؤں کہ جن اہم امور کا اس میں آپ نے ذکر کیا ہے۔ کمیشن ان پر پورا غور و خوض کریگا۔ غلام حسین سکرٹری انجمن احمدیہ۔ دہلی

جماعت احمدیہ ملتان

لائبریری کے لئے ریویو کے فائل خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پاس مکمل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح الفضل۔ بدر۔ نور۔ تشحیذ۔ فاروق غرضکہ الحکم کے سوا سلسلہ کے اخبارات کا اہم لٹریچر جمع ہو چکا ہے۔

سلسلہ کی کتابوں کا بہت بڑا حصہ جو کئی سو کتب پر مشتمل ہے اور جن میں سے بعض اب دستیاب بھی نہیں ہوتیں آچکی ہیں۔ فالحمد للہ۔ مہمان خانہ میں ضروری سامان مہیا ہو گیا ہے۔ احمدیہ دار التبلیغ میں اکثر نمازیں باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔

شیخ محمود احمد مصری مبلغ

تصحیح

۲۰ر نومبر کے الفضل میں "حصہ وصیت میں اضافہ" کے عنوان سے ایک اعلان محترمہ زینب صاحبہ زوجہ شیخ عبدالحی صاحب کا تھا۔ مگر عبدالحی کی بجائے عبدالرحمن چھپ گیا ہے

سید سرور شاہ سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

ینگ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن گوکھووال

۱۸ر نومبر ۱۹۲۸ء احمدی نوجوانوں کا جلسہ زیر صدارت مولوی آغا محمد عبدالعزیز صاحب فاروقی ہوا۔ جس میں جماعت گوکھووال کی آئندہ ترقی کے متعلق تجاویز پیش کی گئیں۔ خدا کے فضل سے نوجوانوں میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور خاص نظام کے ماتحت کام ہو رہا ہے۔

محمد عبدالعزیز گوکھووال چک ۲۷۶

درخواست ہائے دعا

خواجہ شمس الدین صاحب احمدی چکوال کا اکلوتہ جوان لڑکا خواجہ محمد یوسف مدت سے بیمار چلا آتا ہے۔ حالت بہت نازک ہو چکی ہے۔ ناظرین الفضل سے استدعا ہے کہ درد دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔

سید فخر الاسلام سیکرٹری جماعت احمدیہ چکوال ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الفضل
نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

گئو رکھشا اور ہندو

اگرچہ صدیوں سے مسلمان ہندوستان میں گائے کا گوشت استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور ہزاروں نہیں۔ لاکھوں مقامات ایسے ہیں۔ جہاں روزانہ سینکڑوں گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور تمام غیر ہندو اقوام فائدہ اٹھاتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ جانتے ہوئے ہندو اس بارے میں مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور ہر جائز و ناجائز طریق سے چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے ایک مذہبی حق سے محروم کر دیں +

چونکہ گورنمنٹ نے اس بارے میں ہندوؤں کے شور و شر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ حکم جاری کر رکھا ہے۔ کہ گائے کا گوشت بیچنے کے لئے لائسنس حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس لئے جہاں کہیں اس کے لئے درخواست دی جاتی ہے۔ ہندو اس کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ہندو مسلم سوال بنا کر ایک طرف مسلمانوں کو تنگ کرتے اور دوسری طرف حکومت کو مرعوب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے +

پچھلے دنوں فاضلکا کے مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب فیروزپور کی خدمت میں اسی قسم کے لائسنس کے لئے درخواست دی جسے صاحب موصوف نے منظور کر لیا۔ اور ذبیحہ گائے کی اجازت دے دی۔ چونکہ دیگر مقامات کی طرح فاضلکا کے مسلمان بھی عام طور پر ہندوؤں کے دست نگر اور محتاج ہیں۔ اس لئے ہندوؤں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے۔ اور قیمتاً بھی ضروریات زندگی حاصل کرنا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مسلسل ۲۲۔ دن تک ہڑتال جاری رکھی۔ تاکہ ڈپٹی کمشنر صاحب اپنے حکم کو منسوخ کر دیں +

اگرچہ ہندوؤں کی یہ کارروائی نہایت ہی غیر آئینی تھی۔ تاہم کمشنر صاحب جالندھر نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ہڑتال ختم کرا دی۔ اور فریقین کو اپنے اپنے دلائل اور وجوہات پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ آخر بڑے غور و فکر کے بعد کمشنر صاحب بہادر نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی اجازت کو بحال رکھا۔ اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ فاضلکا میں مسلمانوں کی معقول آبادی ہے۔ جس کی درخواست کو مسترد نہیں کیا جا سکتا +

اب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ہندو خاموش ہو جاتے۔ لیکن انہیں اپنی طاقت۔ اپنے مال اور اپنے رسوخ پر جو گھمنڈ ہے۔ اس کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ شوریدہ سری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ہندو اخبارات انہیں اور زیادہ اشتعال دلا رہے ہیں حتٰے کہ سارے ہندوستان میں ایجی ٹیشن پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار ملاپ (۱۷۔ نومبر) لکھتا ہے:۔

"ہندوستان کے بائیس تئیس کروڑ ہندو یہ سمجھنے کے لئے مجبور ہونگے۔ کہ وہ ایک ایسی غیر ملکی حکومت کے تابع ہیں۔ جس کے بعض حکام ان کے مخصوص مذہبی جذبات اور حسیات کا احترام روا رکھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ لائسنس دینے والے افسران کو سوچ لینا چاہیئے۔ کہ انھوں نے ہندوستان کی کثرت آبادی کے دلوں کو برگشتہ کر کے حکومت کی کوئی مفید خدمت نہیں کی بلکہ عالمگیر بے چینی میں مزید ٹھوس اضافہ کیا ہے"

سمجھ میں نہیں آتا۔ جو بات سارے ہندوستان میں جاری ہے۔ حتٰے کہ جہاں جہاں ہندوؤں کے تیرتھ ہیں۔ وہاں بھی جاری ہے۔ اس کی فاضلکا میں اجازت دینے پر کونسا آسمان ٹوٹ پڑا ہے۔ کہ بائیس تئیس کروڑ ہندوؤں میں گورنمنٹ کے خلاف جو "بے چینی" ہے۔ اس میں "ٹھوس اضافہ" ہو گیا ہے۔ فاضلکا کوئی ہندوؤں کا مقدس مقام نہیں۔ اور اگر ہو بھی۔ تو مسلمانوں کو اپنے مذہبی احکام کو ترک کر کے اس کی تقدیس کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح ہندو آزاد ہیں۔ کہ ہر جگہ پتھروں کے بت بنا کر پوجیں۔ اور ان کے لئے بڑے بڑے عالیشان مندر بنائیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے نزدیک یہ قطعاً ناجائز اور بہت بڑا مذہبی جرم ہے۔ اسی طرح مسلمانوں [illegible] حق ہے۔ کہ جس چیز کو ان کے مذہب نے جائز قرار دیا ہے۔ اسے استعمال کریں۔ ہندوؤں کے لئے اس کی مخالفت کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن جو اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہوں۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اپنی بات منوا کر چھوڑیں گے۔ وہ کسی کے جائز سے جائز حق کو کہاں خاطر میں لاتے ہیں +

ذرا غور کیجئے۔ ہندو کیا چاہتے۔ اور کیا کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اخبار ملاپ لکھتا ہے:۔

"سچے ہندو ہر قسم کے اتحاد سے بڑھ کر پاک گئوؤں کی رکھشا کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ مانا وہ بے بس ہیں۔ غیر مسلح ہیں۔ لیکن ان مُردہ ڈھیوں کے اندر بھی آخر جان موجود ہے۔ آئے دن کی چوٹیں اسے مضروب کر رہی ہیں"

مطلب صاف اور واضح ہے۔ کہ جو لوگ "پاک گئوؤں کی رکھشا" نہیں کرتے۔ ان سے ہندو کسی قسم کا اتحاد نہیں کر سکتے۔ اس وقت ہندو بے بس ہیں۔ کیونکہ حکومت انگریزی کے ماتحت ہیں۔ اور "غیر مسلح" ہیں۔ جب حکومت ان کے ہاتھ آگئی۔ تو پھر وہ دکھا دینگے۔ کہ "سچے ہندو" "گئوؤں کی رکھشا" کس طرح کیا کرتے ہیں +

اور دیکھئے۔ ملاپ صاحب فرماتے ہیں:۔

"اگر ایک دفعہ حکومت یہ فیصلہ کر دے۔ کہ سارے ہندوستان کے اندر فلاں فلاں قصبہ یا مقام لعنتی ہے۔ جہاں گوؤں کو دیدہ دلیری سے شہید کیا جا سکتا ہے۔ تو ہندو پھر یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ ان کو ایسی ملعون اور ناپاک بستی میں رہنا چاہیئے۔ یا وہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ جہاں اس لعنت کے سیاہ قدم آنے کی کوئی توقع نہیں"۔

جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو۔ ان کے متعلق بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب ہندوستان کی حکومت ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور مسلمان ان کے رحم پر ہونگے۔ تو وہ گائے کا گوشت کھانیوالوں اور خاصکر مسلمانوں سے کیا سلوک کرینگے۔

ہندو بہت ہوشیار قوم ہے۔ وہ اپنے دلی خیالات اور جذبات کو قبل از وقت نہیں ظاہر ہونے دیتی۔ لیکن باوجود اس کے اس قسم کی باتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ان سے مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اور وہ اندھا دھند ہندوؤں کے پیچھے چلتے رہے۔ تو اس وقت انہیں ہوش آئے گی۔ جب موت کے مونہہ میں جا چکے ہونگے +

لالہ جی کی ارتھی کے جلوس میں ایک مُسلمان کی گت

لالہ لاجپت رائے کی ارتھی کے جلوس میں مسلمان بھی بکثرت شریک ہوئے۔ اور بعض نے تو ارتھی کو کندھا بھی دیا۔ اور اسے اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھا۔ لیکن مسلمانوں کی اس رواداری کے مقابلہ میں کسی دوسرے موقعہ پر نہیں۔ بلکہ اسی ماتمی جلوس میں ایک مسلمان کے ساتھ ہندوؤں نے جو سلوک کیا۔ وہ نہایت ہی افسوسناک بلکہ شرمناک ہے۔

واقعہ یوں ہوا۔ کہ ایک شخص موٹر میں سوار ہو کر شہر کی طرف واپس آرہا تھا۔ کہ ماتمی جلوس سے اس سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ ارتھی کے احترام کے طور پر وہ موٹر سے اُتر پڑا۔ اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہندوؤں نے اُس کا یہ جرم بتا کر کہ اس کے پاس بم ہے۔ جسے وہ مجمع پر پھینکنا چاہتا ہے۔ اسے پکڑ لیا۔ اور بے طرح مارنا شروع کر دیا۔ اگر اس وقت دو یورپین سارجنٹ نہ پہنچ جاتے۔ تو اس کا زندہ بچ رہنا ممکن نہ تھا۔ اس شخص کو پولیس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور تھانہ میں لے گئی۔ ہندوؤں کا ایک مشتعل مجمع بھی ساتھ گیا۔ اور اپنے میں سے دو ہندوؤں کو گارد کے اندر تلاشی کے وقت بھیجدیا۔ ان کے سامنے تلاشی لی گئی۔ مگر کوئی ناجائز چیز برآمد نہ ہوئی +

ان حالات میں چاہیئے تھا۔ کہ ہندو لیڈر ایک بے گناہ مسلمان

کے ساتھ بلاوجہ بدسلوکی کرنے پر اظہار ندامت کرتے۔ مگر کسی نے اس بارے میں معذرت کا ایک لفظ بھی کہنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اور اس شخص کو جس کے مضروب ہونے کی شہادت لاہور کے ایک میونسپل کمشنر نے دی جسمانی تکلیف پہونچانے کے علاوہ اس کا کئی ہزار روپیہ ضائع ہو جانے پر کسی کے جھوٹے منہ سے افسوس کا کلمہ بھی نہیں نکلا۔ حالانکہ ہندوؤں کی زیادتی کے ثابت ہو جانے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہ گیا۔

اس قسم کے واقعات ہوتے ہوئے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ مسلمان اپنے مفاد کو ہندوؤں کے ہاتھوں میں کس طرح محفوظ سمجھ سکتے ہیں ؛

پنجاب میں رشوت ستانی

۲- نومبر ۱۹۲۸ء حکومت پنجاب کے چیف سکرٹری مسٹر ایمرسن نے سائمن کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے نہایت صفائی سے بیان کیا۔

"مجھے حکومت کے کسی ایسے شعبے کا علم نہیں۔ جو رشوت ستانی کے مفاسد سے پاک ہو" (زمیندار ۸ - نومبر)

حکومت پنجاب کا اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوتے ہوئے کہ اس کے تمام شعبہ جات رشوت ستانی کے مفاسد سے آلودہ ہیں۔ اس کے انسداد کا پورا پورا انتظام نہ کرنا نہایت ہی افسوسناک ہے اس امر سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ جس ملک میں رشوت کا سلسلہ جاری ہو۔ وہاں کسی مظلوم کے لئے عدل وانصاف کا حاصل کرنا نہایت ہی دشوار امر ہے۔ اور حکومت پنجاب کو خود تسلیم ہے۔ کہ اس کے تمام شعبہ جات پر یہ وبا مسلط ہے۔ اندریں حالات اخلاقی طور پر حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ جب تک تمام شعبہ جات کو اس لعنت سے پاک نہ کرلے چین نہ لے۔ اس لحاظ سے بھی گورنمنٹ کا اس طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ جب عوام الناس کو حصول انصاف میں دشواریاں پیش آئیں تو ان میں بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اور گورنمنٹ پر ان کا اعتماد یوماً فیوماً کم ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ فی زمانہ پنجاب کے دیہاتی خاص طور پر رشوت کے ہاتھوں سخت نالاں ہیں ؛

چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

ایک یورپین ڈاکٹر نے چھینک کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ "جب انسان کو چھینک آتی ہے۔ تو وہ موت کے بالکل قریب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس عمل سے دماغ میں ایک وقتی تشنج سا پیدا ہو جاتا ہے۔ جو زیادہ دیر تک رہے۔ تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا" (حمایت ۱۰ - نومبر)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھینک لینے کے بعد الحمد للہ کہنے کا جو ارشاد فرمایا ہے۔ اسکی حکمت یورپین ڈاکٹر کی مندرجہ بالا رائے سے ظاہر ہے یہ ارشاد بتاتا ہے۔ کہ انسان چھینک لینے کے بعد ایک ایسے مرحلہ سے گذرتا ہے جسکے لئے خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام کا چھوٹے سے چھوٹا حکم اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتا ہے۔ اور شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ایک ارشاد پر عمل کرنا خود عمل کرنے والوں کی بہتری اور بھلائی کا موجب ہے ؛

اگر فارسی اور عربی الفاظ غیر مسلم اصحاب اپنی تحریروں میں غلط لکھیں۔ تو اتنے تعجب کی بات نہیں۔ جتنا تعجب کسی مسلمان کی تحریر میں روزمرہ استعمال میں آنے والے الفاظ غلط لکھے ہوئے دیکھکر ہوتا ہے۔ اور اس وقت تو حیرت اور استعجاب کی حد ہی نہیں رہتی۔ جب اس فعل کا مرتکب کوئی ایسا شخص ہو۔ جو اپنے آپ کو دینی اور دنیوی علوم کا ماہر اور بہت بڑا مصنف سمجھتا ہو ؛

چند ہی دن ہوئے۔ یادش بخیر خواجہ کمال الدین صاحب نے "ثنا خود بخود کردن" پر عمل کرتے ہوئے اپنے اعلےٰ درجہ کے مصنف ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا تھا:-

"میری ایک جدید تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ اور پانسو روپے تک بکی ہے۔ اس کتاب کی آمد ایک چھ ماہ میں پندرہ ہزار روپیہ تک پہنچ گئی۔ ابھی اس تصنیف پر تیسرا سال ختم نہیں ہوا۔ کہ اس کی ساڑھے تین ہزار کاپی میں سے صرف تین چار سو کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ایسی علمی تصانیف کی قدر وقیمت کیا ہونی چاہیئے"

اگرچہ کسی کتاب کا تھوڑے عرصہ میں فروخت ہو جانا اور اس سے ایک بڑی رقم حاصل کر لینا اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ وہ کوئی "علمی تصنیف" ہے۔ (خاص کر اس وقت جبکہ مصنف اسے گداگری کا وسیلہ بنا کر دربدر مارا مارا پھر رہا ہو) کیونکہ بعض نہایت معمولی درجہ کی کتابیں عوام الناس کے بگڑے ہوئے مذاق کے مطابق ہونے کے باعث اتنی کثیر تعداد میں اور اتنی جلدی فروخت ہوتی ہیں۔ جس تک خواجہ صاحب کا وہم وگمان بھی نہیں پہونچ سکتا۔ تازہ مثال مس میو کی کتاب "مدر انڈیا" کی موجود ہے۔ تھوڑے سے عرصہ میں تمام یورپ۔ اور ہندوستان میں اس کی کتنی اشاعت ہوئی۔ تاہم خواجہ صاحب کا دعوےٰ ہے۔ کہ چونکہ ان کی ایک تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ کو بکی۔ اور اس کی ساڑھے تین ہزار کاپیاں تین سال میں قریب الاختتام ہو گئیں۔ اس لئے وہ "بہت بڑے مصنف" ہیں۔ اور "علمی تصانیف کی قدر وقیمت" سب سے زیادہ جانتے ہیں ؛

علمی دنیا میں اتنا بڑا دعوےٰ کرنے والے مصنف کی شان ہمہ دانی اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع ہونی چاہئیے۔ کہ وہ "نقطہ" اور "نکتہ" میں امتیاز نہ کر سکے۔ اور "نبوت کی اصل غرض" کے سے اہم اور علمی مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہوئے بلا تکلف لکھ جائے:-

"میں اپنا نکتہ خیال عرض کرتا ہوں"

ہمارے نزدیک یہاں "نقطہ" کی بجائے "نکتہ" استعمال کیا گیا ہے لیکن اگر مزید غور کے بعد بھی خواجہ صاحب اپنے لکھے ہوئے کو درست قرار دیں۔ تو ہمیں اپنی غلطی کے اعتراف میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ بقول خود بہت بڑے مصنف ہیں۔ اور ہمیں اس قسم کا کوئی دعوےٰ نہیں ؛

خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک مشیر خاص نے جن کا دعوےٰ ہے کہ "جنوبی افریقہ کے تمام دوران سفر میں یہ خاکسار جناب خواجہ کمال الدین صاحب بالقابہ کے ساتھ تھا اور جو کچھ چندہ ہوتا تھا۔ وہ میرے ہی ذریعہ ہوتا تھا" خواجہ صاحب کی صفائی پیش کرنے کے لئے اخبارات میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ گو اس مضمون کی حیثیت پنجابی کی اس مشہور مثل سے بخوبی عیاں ہو۔ جس میں "خواجہ" کی گواہی میں "ڈڈّو" کا ذکر آتا ہے تاہم اس راز کا انکشاف نہایت حیرت انگیز ہے۔ کہ

"یہ چندہ خاص مسلم لٹریچر کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہو۔ اور ایک مقدمۃ القرآن لکھا جائے"

مولوی محمد علی صاحب کے کئے ہوئے انگریزی ترجمۃ القرآن کی موجودگی میں اس قسم کی تجویز کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے نزدیک وہ ترجمہ انگریزی دان دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل نہیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کو سلطان القلم کی روایات قائم رکھنے والا کہنا اور در پردہ ان کے ترجمہ کو جسے وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتے۔ اور جس کے تیار کرنے کے لئے ہزاروں روپیہ بطور تنخواہ وصول کرنیکے باوجود اسے اپنا ذاتی مال بنائے بیٹھے ہیں۔ ردی قرار دینے کے لئے روپیہ فراہم کرنا نہایت ہی حیرت انگیز بات ہے ؛

جب کبھی کسی اخبار میں قادیان کے متعلق کوئی بالکل بے سروپا اور اوٹ پٹانگ خبر شائع ہو جاتی ہے۔ تو دوسرے اخبارات بغیر سوچے سمجھے بڑے بڑے عنوان دے کر اسے نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ۶- نومبر کے "ملاپ" نے سکھ اخبار "اکالی" کے حوالہ سے اور "اکالی" نے اخبار "قومی درد" کا حوالہ دے کر ٹھاکر سنگھ سیکرٹری اکالی جتھہ ضلع گورداسپور کی طرف سے لکھا ہے:-

"قادیان میں دو سکھ لڑکے کسی کے ہاں مہمان آئے تھے۔ جو قادیان کا منارہ دیکھنے گئے۔ تو وہاں کے سنتری نے انھیں منارہ پر چڑھا کر دروازہ بند کر دیا۔ بعد میں جب وہ واپس آنے لگے۔ تو انہیں اس سنتری اور دیگر مسلمانوں نے تنگ کیا۔ اور انھیں مسلمان ہونے پر مجبور کیا۔ مگر اتنے میں ان کی رشتہ دار مائی آگئی۔ اس کے شور کرنے پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اس پر مسلمانوں نے انھیں جانے کی اجازت دیدی۔ صبح ۹ بجے سے شام کے وقت آفتاب غروب ہونے تک ان بیچاروں کو اندر بند رکھا گیا"

یہ ساری کی ساری داستان بناوٹی اور کذب کی پوٹ ہے۔ آجتک نہ کبھی منارہ پر چڑھنے والے سکھ لڑکوں کو سنتری اور دوسرے لوگوں نے "مسلمان ہونے پر مجبور کیا" نہ کسی کی "رشتہ دار مائی" آئی۔ نہ کسی مائی نے شور مچایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے چندہ کی تحریک زور سے کیجائے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میرا منشاء تھا۔ کہ دو تین امور کے متعلق تفصیل سے بیان کروں۔ لیکن صبح سے سر میں درد محسوس کرتا ہوں۔ جو اس وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ

جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے قریب آ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ منتظمین نے اس کی طرف ابھی تک زیادہ توجہ نہیں کی۔ اور مقامی جماعت نے بھی ابھی تک چندے میں حصہ نہیں لیا۔ حالانکہ اخلاقی طور پر

مہمانداری کی ذمہ داریاں

زیادہ تر مقامی جماعت پر ہی عائد ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ قادیان کو مذہبی لحاظ سے جو اہمیت حاصل ہے۔ اسے مد نظر رکھتے ہوئے بھی زیادہ قربانیاں کرنا یہاں کے رہنے والوں کا فرض اولین ہے۔

اس وقت تک بیت المال کے منتظمین نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اس قسم کی غفلت سے ایک تو یہ نقصان ہوتا ہے کہ انتظام کرنے والے صحیح طور پر انتظام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کو وقت پر روپیہ نہیں مل سکتا۔ وہ اچھی چیزیں نہیں خرید سکتے دوسرا نقص اس سے یہ ہوتا ہے۔ کہ ان تحریکوں کو اگر پیچھے ڈالدیا جائے۔ تو عام چندوں سے روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو جو نہایت معمولی گذارہ پر یہاں کام کرتے ہیں۔ تنخواہیں نہیں مل سکتیں۔ جس سے انہیں تکلیف پہونچتی ہے۔ اسی طرح دوکانداروں کو بھی جن کی آمد دوسری جگہوں کی نسبت بہت کم ہوتی ہے۔ روپیہ مہیا نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اس موسم میں چونکہ سردی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی نے لحاف بنوانا ہوتا ہے۔ کسی کو کسی اور گرم کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس سے علاوہ نقصان کے طبائع پر برا اثر پڑتا ہے۔

مجھ سے وہ اعلان مخفی نہیں۔ جو اخباروں میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جنہیں شائد کارکن پیش کریں۔ مگر جس رنگ میں یہ تحریک کی جانی چاہیئے تھی۔ اس رنگ میں نہیں پیش کی جاتی۔ اس تحریک کو تو نومبر کے شروع میں جاری کر دینا چاہیئے تھا۔ تا بعد میں تکالیف نہ ہوں۔ میں ان کارکنوں کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو خاص جلسہ کے متعلق کام کرتے ہیں۔ کہ اب ہمارا جلسہ خدا کے فضل سے اس حد تک ترقی کر چکا ہے۔ کہ اس کے اخراجات کے لئے

ایک بڑی رقم

کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے اخراجات آہستہ آہستہ ترقی کر کے اٹھارہ ہزار پر پہونچ گئے ہیں۔ اور اب جبکہ ریل آ گئی ہے۔ تعجب نہیں۔ کہ وہ یکدم بہت زیادہ ہو جائیں۔ اس لئے ایسے کارکنوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اس احتیاط سے کام کریں کہ خرچ کم سے کم ہو۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ یا تو دوسرے کام بند کرنے پڑینگے۔ اور یا پھر جلسہ میں آنیوالوں کے لئے روکیں ڈالنی پڑینگی۔ کیونکہ ہم کسی تحریک کو اسی وقت تک چلا سکتے ہیں۔ جب تک اس کے اخراجات کے برداشت کرنیکی طاقت ہم میں موجود ہو۔ اور جب اخراجات برداشت کی طاقت سے بڑھ جائیں تو اس کام میں روکیں ڈالنی پڑتی ہیں۔ اور ہمیشہ جب کسی کام میں روکیں پیدا کیجائیں تو اسکی طرف سے

لوگوں میں غفلت

پیدا ہو جاتی ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں پہلے بہت زیادہ طالب علم آنے لگے تھے۔ میں نے منتظمین سے کہا۔ کہ اس میں کچھ روک ڈالدو۔ تا اس کثرت سے نہ آئیں۔ اور روک ڈالنے کا اب یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ طلباء کی تعداد میں بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے۔ جب روک ڈالی جائے۔ تو

طبائع میں جوش

کم ہو جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جتنی کمی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ کمی ہو جاتی ہے۔

لیکن یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایسے رنگ میں قائم کیا ہے۔ کہ جماعت کے لئے خدا تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے وابستہ ہیں۔ اس لئے شرعاً اس میں روک پیدا کرنا بھی درست نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ دوسرے کام بند کرنے پڑینگے۔ لیکن یہاں کوئی بھی کام معمولی نہیں۔ جسے بند کیا جا سکے۔ لنگر خانہ۔ تبلیغ۔ تعلیم و تربیت وغیرہ سب کام ضروری ہیں۔ پس بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ اخراجات ایسے رنگ میں کئے جائیں کہ خرچ کم ہو۔ اور آدمی زیادہ آئیں۔ سوائے

اقتصاد اور کفایت شعاری

کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ کارکنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے جب آدمی کوشش کرے تو کوئی نہ کوئی رستہ ضرور نکال لیتا ہے۔ مثلاً میں نے انگلستان میں دیکھا ہے۔ وہاں یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی آدمی کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ یا کسی اور ایسی جگہ جائے جہاں خادم ہوں۔ تو اسے ان خادموں کو کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ اور یہ رواج وہاں اتنا اہم ہو گیا ہے۔ کہ بعض ہوٹلوں نے اسے اپنے قوانین میں داخل کر لیا ہے۔ اور بل کے ساتھ نوکر کے لئے بھی کچھ نہ کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ مثلاً بل دیتے وقت اگر دس آنہ کا کھانا ہوگا۔ تو ایک آنہ ساتھ نوکر کا جمع کر کے گیارہ آنہ وصول کریں گے۔ اور اس کا یہاں تک اثر ہے۔ کہ بعض ہوٹل اپنے نوکروں کو تنخواہ نہیں دیتے۔ بلکہ الٹا ان سے کچھ وصول کرتے ہیں۔ تو یہ رواج ہے۔ اور اس کے تحت وہاں لوگ لازماً نوکروں کو تنخواہیں کم دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کو دوسری آمدنی ہو جائیگی۔ جس طرح گورنمنٹ ڈاکٹروں کو تنخواہیں کم دیتی ہے۔ کہ ان کو فیس سے بھی آمدنی ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ولایت کے ہوٹلوں کے نوکروں کو بھی تنخواہیں کم ملتی ہیں۔ لیکن وہاں ایک کمپنی ہے جس کے A.B.C نام سے تقریباً ہر جگہ ہوٹل موجود ہیں۔ لندن کے شہر میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ان کے رسٹورنٹ پائے جاتے ہیں۔ ان کا یہ قانون ہے۔ کہ کسی نوکر کو کچھ نہ دیا جائے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس وجہ سے انہیں لازماً نوکروں کو بہت زیادہ تنخواہیں دینی پڑتی ہوں گی۔ مگر وہ صرف ۲؍ میں پوری چائے مہیا کرتے ہیں۔ یعنی پیسٹری وغیرہ سمیت اور یہ ایسا کم نرخ ہے۔ کہ یہاں ہندوستان میں بھی اتنی سستی چائے نہیں مل سکتی۔ میں اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ایک دفعہ جا رہے تھے۔ میں نے کہا۔ آؤ تجربہ کریں۔ ہم چلے گئے۔ اور اچھی طرح دونوں نے چائے پی۔ مگر بل انہوں نے صرف ۱۲؍ کا دیا۔ حالانکہ میرا اندازہ اس سے بہت زیادہ کا تھا۔ اور دوسری جگہوں پر بھی اس سے بہت زیادہ چارج کیا جاتا ہے۔ دکان آدمی ہمیشہ فائدہ کے لئے کرتا ہے۔ مگر جس چائے کے لئے دوسرے ڈیڑھ دوگنے

لیتے ہیں۔ وہ صرف ۶ ر میں دیدیتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے۔ کہ انہیں ۶ ر میں بھی فائدہ ہوتا ہوگا۔ ورنہ ان کو کیا پڑی ہے۔ کہ نقصان کے لئے اتنی دکانیں جاری کریں۔ ضروری ہے۔ کہ غور کرکے انہوں نے کوئی ایسی تدبیر نکالی ہو۔ جس سے نوکروں کو بھی زیادہ تنخواہیں دیکر ۶ ر میں بھی نفع حاصل کرسکیں۔ یہ ہمارے

کارکنوں کے لئے سبق

ہے۔ انسان جب غور کرے۔ تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی رستہ نکال لیتا ہے۔ کارکن کہہ دیتے ہیں۔ اب کے دو ہزار آدمی زیادہ آئے تھے۔ اس لئے خرچ دو ہزار زیادہ ہوگیا۔ حالانکہ ان کے کام کی خوبی یہ ہے۔ کہ آدمی دو ہزار زیادہ آئیں۔ مگر وہ خرچ دو ہزار کم کرکے دکھائیں۔ انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت غریب جماعت ہے۔ اس لئے خرچ کو جس قدر بھی ہوسکے۔ محدود کرنا چاہیئے۔ اور

تھوڑے روپیہ میں زیادہ کام

کرنا چاہیئے۔ جماعت کے دوستوں کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ گو کام کرنے والوں نے ان سے مدد نہیں مانگی۔ مگر پھر بھی ان کے ذہن میں اگر کوئی مفید تجویز ہو۔ جس سے اخراجات میں تخفیف ہوسکے۔ تو اسے پیش کریں۔ میں نے اس کے لئے پچھلے سال ایک کمیٹی بنائی تھی۔ مگر باوجود اس کے اخراجات میں کمی نہیں ہوئی اس لئے اگر کوئی ایسے دوست ہوں۔ جو کوئی ایسی تجویز بتاسکیں جس سے اخراجات میں کمی ہوسکے۔ تو انہیں خود چاہیئے۔ کہ اپنی باتوں کو زور سے پیش کریں۔ اگر ان کی تجویز درست ہوئی۔ تو انہیں ثواب بھی ہوگا۔ اور سلسلہ کو فائدہ بھی پہونچیگا۔ اور اگر ان کی تجویز نہ مانی گئی۔ تو ان کو ثواب ضرور ہو جائے گا۔ اور اگر وہ درست ہے۔ اور پھر کوئی اسے نیک نیتی سے رد کرتا ہے۔ تو بھی دونوں کو ثواب ہوگا۔ اور اگر کوئی جان بوجھکر اسے رد کریگا تو اس صورت میں بھی ان کو ثواب پہونچیگا۔ اور جان بوجھ کر رد کرنے والے کو گناہ ہوگا۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ایسے کاموں میں شرمایا نہ کریں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہماری مانی نہیں جاتی۔ حالانکہ مشورہ دینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کئی ایسے ظالم باپ ہوتے ہیں۔ کہ بچوں کی تربیت و تعلیم کے متعلق ماں کی رائے کبھی نہیں سنتے۔ مگر باوجود اس کے ماں اپنی رائے کا اظہار کرنے سے کبھی باز نہیں رہتی۔ تو ماننے یا نہ ماننے کے سوال کا اخلاص میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ سوچنا چاہیئے کہ ہمارا

اپنا کام

ہے۔ ہم ضرور دخل دیں گے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ کسی کے ذہن میں اگر کوئی مفید تجویز آئے۔ تو ضرور پیش کریں۔ اس کے علاوہ بعض کام جو مقامی جماعت نے ہی کرنے ہیں۔ ان کی طرف بھی خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ مثلاً مکانات مہیا کرنا یا مہمانوں کی خدمت کرنا۔ یا چندہ کی تحریک جب بھی ہو اس میں خصوصیت سے حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ میزبان ہیں۔ مہمان نوازی کے اخراجات چونکہ یہاں کے لوگ برداشت نہیں کرسکتے۔ اس لئے باہر سے امداد لی جاتی ہے۔ ورنہ اخلاقی طور پر مہمان نوازی ان کا ہی فرض ہے۔

باہر سے چند ایک خطوط اس قسم کے بھی موصول ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ بغیر تحریک کے

چندہ میں حصہ

لے رہے ہیں۔ اور انہیں اس بات کا احساس ہے۔ کہ اس سال ریل کی وجہ سے زیادہ لوگ آئیں گے۔ اور ایک جماعت نے تو اس سال ۵۰ فیصدی زیادہ چندہ دیا ہے۔ پس میں یہاں کی جماعت کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ چندہ میں دوسری جماعتوں سے زیادہ حصہ لے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ

ناظر اور کارکن

اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں گے۔ یہ بھی غلطی ہوئی ہے۔ کہ ان دنوں میں ٹورنمنٹ شروع کردیا گیا ہے یہ دن ٹورنمنٹ کے لئے موزوں نہیں۔ ان ایام میں ساری توجہ جلسہ کی طرف ہونی چاہیئے تھی۔ اور یہ طریق بھی غلط ہے کہ ہر کام میں سارا حصہ ناظر ہی لیں۔ اس سے دوسرے لوگوں میں کام کرنے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ جو کام کریں گے ناظر ہی کریں گے۔ دوسرے لوگوں کو بھی کاموں میں حصہ لینے کا موقعہ دینا چاہیئے۔ سوائے

اہم اور ضروری

کاموں کے ناظروں کو حصہ لینا ہی نہیں چاہیئے۔ میں اس کے متعلق پہلے بھی بیان کرچکا ہوں۔ اگر ان کو کھیلنا ہو۔ تو جاکر کھیلیں۔ اور اس طرح ثابت کریں۔ کہ وہ ماتحتی بھی کرسکتے ہیں صرف افسری کرنا ہی نہیں جانتے۔ یہ سخت بے اصولا پن ہے ناظر بیت المال کو ٹورنمنٹ کا سیکرٹری بنادیا گیا۔ وہ کچھ دن ٹورنمنٹ سے قبل اور کچھ دن بعد رپورٹ وغیرہ مرتب کرنے کے لئے کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں دے سکیگا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جلسہ کی تحریک پوری طرح نہیں ہوسکی۔ حالانکہ کوئی مدرس یا اور آدمی ٹورنمنٹ کا سیکرٹری بنایا جاسکتا تھا۔ ناظروں کو اگر ضرورت ہوتی۔ تو کھیل وغیرہ میں شامل ہو جاتے۔ یا دیکھ لیتے۔ غرض

مقامی کام

مقامی لوگوں کے سپرد ہونے چاہئیں۔ تا دوسرے کام کرنے والوں کا وقت ضائع نہ ہو۔ امید ہے۔ کہ آئندہ ناظر صاحبان مقامی کاموں میں دخل نہیں دینگے۔ وہ بیشک کھیلوں میں شریک ہوں۔ تا صحت نہ خراب ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے مسجد میں حبشیوں کا کھیل دیکھا۔ گویا اس کو

اتنا اہم کام

سمجھا۔ کہ مسجد میں کرالیا۔ اگر ہم اس قسم کا کوئی کام کرائیں۔ تو شور مچ جائے۔ اور شاید احمدی بھی شور مچادیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ خلیفہ اول کے وقت میں نہیں ہوتا تھا۔ یہ بھی بدعت شروع ہوگئی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت دی۔ مسلمانوں نے آخر دنیا میں کام کرنے تھے۔ اگر صحت کا خیال نہ رکھتے۔ تو کام کس طرح کرتے ایک مرتبہ تیر اندازی کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جاکر ایک پارٹی میں شامل ہوگئے۔ لیکن دوسرے فریق نے اس لئے تیر پھینکنے سے انکار کردیا۔ کہ ہم رسول کریم صلعم کے مقابلہ میں کس طرح تیر چلائیں۔ اس پر آپ علیحدہ ہوگئے۔ تو کھیلوں میں حصہ لینا ناجائز نہیں۔ صرف انتظامی امور میں ناظروں کو دخل نہیں دینا چاہیئے۔ کھیل کے لحاظ سے اس کی اہمیت میں نہیں گراتا میں نے خود ٹورنمنٹ جاری کرایا تھا۔ قوم میں ولولہ اور امنگ اور آثار زندگی پیدا کرنے کے لئے میرے خیال میں یہ

نہایت ضروری اور مفید

ہے۔ اور جرأت وبہادری پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ مثلاً کل جو لڑکے چھت سے کودتے تھے۔ وہ نہایت جرأت اور بہادری کا کام ہے میں سمجھتا تھا۔ میں تو نہیں کود سکتا۔ لیکن ۶-۶-۷-۷ برس کے لڑکے نہایت بے باکی سے کود رہے تھے۔ اس قسم کی باتوں سے

فوجی سپرٹ

پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ناظر بیشک ان میں حصہ لیں۔ مگر انتظامی امور میں حصہ نہ لیں۔ پھر اس قسم کی کھیلوں کے کام جلسہ کے قریب نہیں ہونے چاہئیں۔ تا توجہ زائل نہ ہو۔ کارکنوں کو عقل اور دماغ پر زور دیکر

ایسی تجاویز

نکالنی چاہئیں۔ کہ جلسہ کا خرچ بھی کم ہو۔ اور انتظام بھی بہتر ہوسکے باقی آدمی اور روپیہ کا لانا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ کسی نے کہا ہے خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ۔ اگرچہ یہ ہمہ اوست کا خیال ہے۔ اور ان معنوں میں غلط ہے۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ یہ اسی کا کام ہے۔ وہی روپیہ لانے والا ہے۔ اور وہی لوگوں کو لانے والا ہے۔ اور اسی سے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ سب سامان درست ہو جائیں ؛

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔

اگرچہ خطبہ میں بولنا منع ہے۔ مگر کسی نے سوال کیا ہے کہ عورتیں بھی ٹورنمنٹ دیکھنے جاتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ عورتیں کیوں نہ دیکھیں۔ جبکہ انہوں نے بچے پیدا کرنے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عائشہ رض کو حبشیوں کے کرتب دکھائے۔ پھر آپ ایک مرتبہ لڑائی سے واپس آرہے تھے۔ تو لشکر کے سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑھ گئیں۔ پھر ایک دفعہ آپ بڑھ گئے۔ اور فرمایا۔ عائشہ تلک بتلک یعنی یہ بدلا ہوگیا۔

اگر عورتیں برقعہ پہن کر چل پھر سکتی ہیں۔ تو وہاں جاکر بیٹھ جانے میں کیا حرج ہے ؛

سیالکوٹ میں جماعت احمدیہ کا ایک عظیم الشان جلسہ

انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ نے بڑے اہتمام کے ساتھ جلسہ کا انعقاد کیا۔ جو مورخہ ۱۵ ر نومبر سے ۱۹ ر نومبر ۱۹۲۸ء تک احاطہ لالہ دیر بھان صاحب متصل سبزی منڈی زیر صدارت جناب میر محمد اسحٰق صاحب ہوا۔

وفات مسیح علیہ السلام

پہلے روز مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل نے وفات مسیح ناصری پر تقریر فرمائی۔ اور قرآن کریم۔ احادیث اقوال آئمہ دین اور عقل کی رو سے واضح طور پر ثابت کر دیا۔ کہ واقعی مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تقریر کے بعد ایک صاحب نے نفس مضمون پر تو کوئی اعتراض نہ کیا۔ ہاں اتنا کہا کہ جب آپ کی وفات ثابت ہو گئی ہے۔ تو یہ مضمون پایہ تکمیل تک نہیں پہونچتا۔ جب تک یہ نہ بتایا جائے۔ کہ وہ کہاں فوت ہوئے۔ کب فوت ہوئے اور کس بیماری سے فوت ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگرچہ یہ سوال یا اعتراض اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا تھا۔ تاہم مولوی صاحب نے نہایت تسلی بخش جواب دیئے ؀

ختم نبوت کی حقیقت

دوسرے روز فاضل اجل مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ختم نبوت کی حقیقت پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ اور اس امر کو دلائل قاطعہ سے ہر پہلو کے لحاظ سے ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد امت محمدیہ میں سے غیر تشریعی نبی جو شریعت محمدیہ کا حامل ہو۔ اور آنحضرت صلعم کی اتباع سے مقام نبوت پر پہنچ کر انعام نبوت کو حاصل کرے۔ آ سکتا ہے۔ ہاں اگر ختم نبوت کسی نبی کی آمد کی مانع ہے۔ تو وہ شرعی نبی ہے۔ اگرچہ غیر مبایع اصحاب اس مضمون پر اعتراضات کرنے کی گھر سے ہی ٹھان کر آئے تھے۔ اور بعض کتابیں بھی لائے تھے۔ لیکن خدا کے فضل سے کسی کو جرأت اعتراضات یا سوالات کرنے کی نہ ہوئی ؀

کسر صلیب

تیسرے روز پہلے اجلاس میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے کسر صلیب پر تقریر فرمائی باوجود اعتراضات کے لئے وقت دینے کے کسی مخالف نے اعتراض نہ کیا۔

قرآن اور وید کا موازنہ

اسی روز دوسرے اجلاس میں مولوی اللہ دتا صاحب نے قرآن کریم و وید مقدس کا موازنہ پر مبسوط اور پر لطف تقریر فرمائی۔ اور اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ اگر کوئی عالمگیر اور قابل عمل الہامی کتاب آج دنیا میں ہے۔ تو صرف قرآن کریم ہے۔ اور وید مقدس کو اگر سچ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ اور کوئی وقعت اور اہمیت دی بھی جائے۔ تو صرف اس قدر کہ جیسے پہلی جماعت کے لئے اردو کا قاعدہ۔ اس سے بڑھ کر نہیں ؀

صداقت مسیح موعودؑ

آخری دن یعنی ۱۸ ر نومبر ۱۹۲۸ء کو پہلے اجلاس میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے کارنامے (بالفاظ دیگر صداقت مسیح موعودؑ) پر مولوی غلام رسول صاحب نے تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے کارنامے پبلک کے سامنے پیش فرمائے۔ مولانا موصوف نے اس مضمون کو عالمانہ رنگ میں اس طور سے بیان فرمایا۔ کہ کسی کو جرأت اعتراضات کرنے کی نہ ہوئی۔ بلکہ لوگ عش عش کر اٹھے ؀

نہرو رپورٹ کی مخالفت

اس کے بعد دوسرے اجلاس میں جو کہ ۲½ بجے بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے نہرو رپورٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ اس اجلاس میں باوجود اس کے کہ اہلحدیث نے ہمارے جلسہ سے چند قدم کے فاصلہ پر عین اسی وقت جبکہ ہمارا جلسہ شروع تھا۔ اپنا اڈا جما دیا۔ اور چاہا کہ ہمارے جلسہ میں رونق نہ ہو۔ مگر خدا کے فضل سے سامعین کثرت سے شریک ہوئے۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مختلف معزز اصحاب نے چند ریزولیوشن نہرو رپورٹ کے برخلاف پبلک کے سامنے پیش کئے۔ اور سب نے متفقہ طور پر یکزبان ہو کر با آواز بلند تائید کی۔ اس کے بعد جناب صدر نے مختصر دعائیہ تقریر فرما کر جلسہ کو برخاست کیا۔ اور اس طور سے ہمارے جلسے خدا کے فضل کے ماتحت نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

تقریروں کا خلاصہ

جناب حضرت میر صاحب ہر مقرر کی تقریر کے بعد شروع سے لے کر آخر تک تمام تقریر کا نچوڑ نکال کر پبلک کے سامنے رکھ دیتے۔ اس سے پبلک کو یہ فائدہ ہوتا۔ کہ تقاریر کا یہ خلاصہ تمام کے ذہن نشین ہو جاتا۔

عام گفتگو

جلسہ کے وقت کے علاوہ اکثر معزز دوست رفع شکوک و تبادلہ خیالات کے لئے احمدیہ جامع مسجد میں جہاں کہ ہمارے علماء کرام ٹھہرے ہوئے تھے تشریف لاتے اور گھنٹوں گفتگو کرتے رہتے۔ لوگوں کے مکانوں پر بھی دعوت کے موقع پر حضرت میر صاحب اور مولوی صاحب تقریر دلپذیر کے ذریعہ اور عام گفتگو کے ذریعہ حق کی تبلیغ کرتے۔ علاوہ ہمارے جلسوں کے احمدیہ گرل سکول میں مستورات میں بھی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور جناب میر محمد اسحٰق صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب نے تقریریں کیں۔ حضرت میر صاحب نے معہ دیگر علماء کرام ہمارے احمدیہ گرل سکول کا معائنہ فرمایا ؀

لجنہ اماء اللہ کی دعوت

۱۹ ر نومبر کو ۴ بجے لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ نے زیر اہتمام جناب بابو روشن دین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت و منیجر احمدیہ گرل سکول اور محترمہ سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ حضرت میر صاحب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مولوی اللہ دتا صاحب و دیگر عہدہ داران انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ کو ٹی پارٹی دی۔ اور محترمہ سیکرٹری صاحبہ نے ان حضرات کو عالمانہ ایڈریس پیش کیا۔ جس میں چند ضروری امور کی طرف جو مستورات کی تعلیمی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے توجہ دلائی اور اس کے جواب میں جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے نہایت فاضلانہ تقریر فرمائی۔ اور تمام حاضرین کے ساتھ مل کر دعا کی ؀

سامعین جلسہ

ہمارے جلسوں میں ہر ایک مذہب ملت کا آدمی شریک ہوتا تھا۔ اور مردوں کے علاوہ مستورات کے لئے بھی خاص طور پر پردہ کا انتظام کر کے جگہ بنائی گئی تھی۔ چنانچہ بکثرت مستورات بھی روزانہ تشریف لاتی تھیں اور علماء کرام کی عالمانہ و فاضلانہ تقاریر سے مستفید ہوتی تھیں۔ کسر صلیب کے مضمون کے وقت چند عیسائی عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں

مناظرہ کی خط و کتابت

انجمن اہلحدیث اور شیخ مولا بخش صاحب غیر مبایع سے دوبارہ مناظرہ خط و کتابت ہوتی رہی۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم نے ان کو ہر طرح کی سہولت دی۔ انہوں نے حیلہ و بہانہ کر کے مناظرہ کرنے سے گریز کرنا چاہا۔ ہم نے ان کو لکھا۔ کہ اگر آپ مناظرہ کرنا چاہیں۔ تو ہمارے ساتھ تصفیہ شرائط کر لیں۔ اور اگر سوال کرنا چاہیں۔ تو ہم نے ہر تقریر کے بعد ایک گھنٹہ رکھا ہوا ہے۔ تقریر کو سنیں۔ اور سوالات کریں۔ ہم جوابات دیں گے۔ مگر انہوں نے منظور نہ کیا ؀

محمد بشیر سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ

گھٹیالیاں (سیالکوٹ) میں نہرو رپورٹ کے خلاف جلسہ

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں نہرو رپورٹ کے خلاف زیر صدارت سید نذیر حسین صاحب جلسہ ہوا۔ جس میں ہر فرقہ کے مسلمان شامل تھے۔ باتفاق حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

۱۔ ہم سائمن کمیشن کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ۲۔ ہم نہرو رپورٹ کو ناپسند کرتے اور مضر سمجھتے ہیں۔ ۳۔ ہم صوبجات کی کامل خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل سسٹم پسند کرتے ہیں۔ ۴۔ سندھ کی علیحدگی اور اس میں اصلاحات کا نفاذ چاہتے ہیں۔ ۵۔ صوبہ سرحدی و بلوچستان میں اصلاحات طلب کرتے ہیں۔ ۶۔ تمام صوبجات میں جداگانہ نیابت اور پنجاب و بنگال میں تناسب آبادی کے طریق پر نشستوں کی تخصیص چاہتے ہیں۔

خاکسار محمد علی سیکرٹری انجمن احمدیہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

شذرات

حق کی مخالفت کا جوش متاع علم و معرفت کو یکدم ضائع کر دیتا ہے۔ خصوصاً وہ معاندانہ رویہ جو ان دنوں "زمیندار" نے اختیار کر رکھا ہے عقل و فہم کے لئے نہایت تباہ کن ہے۔ حاجی ظفر علی کو مسلم حقوق کی پامالی سے جتنی فرصت ملتی ہے۔ اسے جماعت احمدیہ کے خلاف دلخراش بہتان طرازی کے علاوہ علمی میدان میں بھی قدم رکھنے کی کوشش میں صرف کرتے ہیں۔ مگر ہر قدم پر منہ کی کھاتے ہیں ۱۸ نومبر کے فکاہات میں جس بے تمیزی اور بدسگالی کا ثبوت آپنے دیا ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس میں آپ وحید عصر ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ علیہ السّلام۔ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہٖ اور خواتین سلسلہ کی جس ناپاک طریق پر توہین کی گئی ہے وہ ہر مہذب اور شریف انسان کے لئے سوہان روح ہے۔ ہم ان ناپاک گالیوں کو شائستہ اعتنا نہیں سمجھتے۔ مگر مدیر فکاہات کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ طریق خوشگوار نتائج کا موجب نہیں ہو سکتا۔ مقام حیرت ہے جس اخبار میں خواتین سلسلہ احمدیہ کی عصمت پر ناپاک ترین حملہ کیا گیا ہے۔ اسی میں "آویزش انقلاب و زمیندار" کے عنوان سے مندرجہ ذیل سطور بھی شائع کی گئی ہیں:۔

"صحیفہ نگاری کے دیانتدارانہ اصول کی بہترین مثال آقائے ظفر علی خاں کی گذارش ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے حریفوں سے ذاتیات سے درگذر کرنے کی التجا کی تھی۔ مگر جواب گذارش کے بعد "انقلاب" نے "زمیندار" کو پانی پی پی کر کوسنا اور ہنس ہنس کر وہ گالیاں دینا اپنا فرض سمجھ لیا۔ جو رہتی دنیا تک ادب اردو کی جان رہیں گی۔ اس کے بعد جو جو پھبتیاں کہی گئیں طرفین سے جو جو مقالے لکھے گئے۔ وہ نہ گفتنی ہیں۔ نہ نوشتنی۔ اتنا ضرور ہے۔ کہ انقلاب نے زمیندار کے مالک سے گذر کر چار دیواری کے اندر رہنے والیوں پر بھی حملے کئے۔ اور زمیندار نے سب کچھ کہا مگر تہذیب کے حدود سے باہر نہ نکلا"۔

اگر ان الفاظ میں کچھ بھی صداقت ہے۔ اور حاجی ظفر علی "اپنے حریفوں سے ذاتیات سے درگذر کرنے کی التجا" کو صحیفہ نگاری کے "دیانتدارانہ اصول کی بہترین مثال" سمجھتے ہیں۔ اور "چار دیواری کے اندر رہنے والیوں پر حملے" "حدود تہذیب سے باہر" خیال کرتے ہیں۔ تو وہ "نقاش" بدقماش کی ان حرکات کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ جو آئے دن احمدی خواتین پر ناگفتہ بہ اتہام تراشتا ہے؟

الفاظ بالا سے ظاہر ہے۔ کہ "زمیندار کے مالک سے گذر کر ان کی چار دیواری کے اندر رہنے والیوں پر جو حملے کئے گئے" وہ ان کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ پھر وہ خود کیوں جماعت احمدیہ کے جذبات کا خیال نہیں رکھتے۔ ہر شخص چار دیواری کے اندر رہنے والی پر حملہ کر سکتا ہے۔ اور "زمیندار" کے "نقاش" حاجی ظفر علی خود اس حملہ کا تختہ مشق بن چکے ہیں۔ مانا کہ جماعت احمدیہ اپنی نجابت و شرافت کے باعث اس تعفن آمیز رویہ کو اختیار نہیں کر سکتی۔ اس کے متقدّ نے روز اول سے انھیں یہی بتایا ہے۔ کہ ع

"در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست"

مگر انتقام خداوندی کی بے آواز لاٹھی موجود ہے*

مسٹر "نقاش" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے الہام "انت منی وانا منک" کا "اردو ترجمہ" اپنے مخصوص انداز میں یوں کیا ہے:۔

"روئے سخن اس وحی متلو کا جناب مرزا غلام احمد کی طرف تھا۔ اور اس میں انھیں بتا دیا گیا تھا۔ کہ میرا وجود تمہارے وجود میں سے صادر ہوا ہے۔ یعنی میں تمہارا خلف الرشید ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ تم بھی میری پشت سے ٹپک پڑے ہو۔ اور اس لحاظ سے میرے فرزند ارجمند ہو"۔

"نقاش" کی اس عربی دانی پر جتنا بھی ماتم کیا جائے۔ کم ہے۔ یہ نکتہ رسی غالباً ان کے استاد ازلی" عالم لوذعی و فاضل لمعی ثناء اللہ امرتسری" کا بہترین سرمایہ علمی ہو گی۔ سچ ہے۔ ؎

"گر ہمیں مکتب است واین ملا - کار طفلاں تمام خواہد شد"

اگر مسٹر "نقاش" نے حماسہ کا مشہور شعر نہیں پڑھا۔ جو شاعر نے اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ؎

وان کنت منی او تریدین صحبتی
فکونی لہ کالسمن ربت لہ الادم

تو انھوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلمات طیبات "ھم منی وانا منھم" (بخاری جلد ۲۔ صفحہ ۵۰) تو پڑھے ہونگے۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ قبیلہ اشعری کے لوگ "میرے وجود سے صادر ہوئے ہیں۔ یعنی میرے خلف الرشید ہیں۔ اور میں بھی (نعوذ باللہ) ان کی پشت سے ٹپک پڑا ہوں۔ اور اس لحاظ سے ان کا فرزند ہوں"۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو ناپاک مغالطہ دہی کا ارتکاب کن مقاصد کے لئے کیا گیا۔ کیا اس سے نہرو رپورٹ کی تائید کرنا مطلوب ہے۔ جیسا کہ ۳۔ نومبر کی شب کو لائل پور میں ایک خلافتی نے نہرو رپورٹ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی تھی۔ کہ مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ لہٰذا نہرو سفارشات قابل تسلیم ہیں*

اگر مسٹر "ہندو زئی" کو ہندو نوازی کی غیر معمولی مصروفیتوں میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے دیکھنے کی فرصت نہ ملی ہو۔ تو کم از کم بھولے بھالے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانے کے لئے انھوں نے قرآن پاک پر چھچلتی نگاہ ضرور ڈالی ہو گی۔ جس میں ارشاد ہے:۔

"فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی" (بقرہ)

کیا اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو سپاہی اس نہر سے نہ پئے گا۔ وہ حضرت طالوت کے "وجود سے صادر اور ان کا خلف الرشید" ہو گا۔ اور جو پی لے گا۔ وہ ان کا "فرزند ارجمند" نہیں رہے گا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ کیونکہ بقول شما "اس عہد کے سب سے بڑے مولانا" ثناء اللہ امرتسری نے بھی تفسیر ثنائی میں اس کا ترجمہ یوں لکھا ہے "جو شخص اس نہر سے پئے گا۔ وہ میری جماعت سے نہ ہو گا۔ اور جو نہ پیئے گا۔ تو وہ میرا ہمراہی ہو گا"

تو کیا "انت منی وانا منک" کے صاف معنی کہ تو میری جماعت (حزب اللہ) سے ہے۔ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ ماننے کے لئے کسی ژرف نگاہی کی ضرورت ہے؟

(خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان)

حالات حاضرہ کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی

راقم عاجز کا ایک مضمون بعنوان "حالات حاضرہ کے متعلق چند پیشگوئیاں" اخبار الفضل میں شائع ہوا جسے ایک اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے پڑھکر بجائے اس کے کہ ان پیشگوئیوں سے کچھ فائدہ اٹھاتے۔ گائے پرستوں کے طرفدار بنکر خاکسار کا نام لے کر اپنے اخبار میں لکھتے ہیں "اگر کرم داد سننا چاہیں گے۔ تو ہم بہت کچھ سنائینگے"۔ اس لئے میں ایڈیٹر صاحب کو ایک قرآنی پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو ان کے مضمون کو پڑھتے ہی میری نظر کے سامنے آگئی۔ قبل اس کے کہ میں اس پیشگوئی کا ذکر کروں۔ اس قدر بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے آقا و راہنما محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم (ترمذی) یعنی قرآن شریف وہ کتاب ہے۔ جس میں خبر ہے پہلوں تمہارے کی۔ اور خبر ہے اس چیز کی۔ کہ پیچھے تمہارے ہے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ لہ ظھر وبطن۔ کہ قرآن شریف کیلئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی*

پس ان دو حدیثوں کے پڑھنے کے بعد ایڈیٹر صاحب کو چاہیئے۔ کہ آیت اوقد لی یاھامان علی الطین پ ۲۰ کے بطن میں غور اور تدبر سے کام لیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فرعون نے ہامان کو کہا۔ تو میرے لئے بھٹے کو آگ لگا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ قرآن شریف اساطیر الاولین نہیں بلکہ اسمیں بموجب حکم فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم قیامت تک ہونیوالے واقعات کی خبر دیگئی ہے۔ یہاں قرآن شریف کے قارئین اور متبعین کو سمجھایا۔ کہ مسلمانوں پر ایک ایسا وقت آئیگا۔ کہ ایک ایسی قوم جو گائے کو پوجنے والی ہو گی۔ (فرعون کا تاج بھی گائے کی شکل کا تھا) مسلمانوں کو بنی اسرائیل کی مانند اپنے ماتحت خوار و ذلیل رکھنا چاہیگی۔ وہ قوم اپنے عروج اور ترقی کے محل کو اونچا کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کو جو اس قوم کیلئے بمنزلہ وزیر کے ہوگا۔ اینٹوں کے پکانیکا کام سپرد کریگی۔ تاکہ وہ شخص انکے محل مقصود کو پایۂ تکمیل تک پہنچانیکے لئے بھٹے کو آگ لگا کر اینٹیں تیار کرلے۔ سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آج وہ شخص انکے معاونین و موافقین کے جمع کرنے میں اسقدر مصروف ہے کہ اسکے "آوے" کا سیاہ دھواں دور سے نظر آتا ہے۔ جب کسی طرف سے مسلمانوں کی خیر خواہی کا چھینٹا "آوے" پر پڑتا دیکھے۔ تو۔۔۔

جسمانی اور روحانی مریض

"ہلکی ہلکی کھانسی۔ خفیف سی حرارت آئے دن پیچھے لگی رہتی ہے"۔
"ہاں! مجھے بھی کئی دن سے سرگرانی اور زکام نے پکڑ رکھا ہے"۔
"ان عوارض کو معمولی نہ سمجھئے۔ ورنہ ہلاکت کا موجب بن جائینگے فوراً کسی ڈاکٹر یا حکیم کا مشورہ لیجئے۔ یہی ہے۔ کہ کچھ خرچ ہوجائیگا۔ مگر صحت کے مقابلہ میں روپیہ کی حقیقت کیا ہے؟"
"جی نہیں! روپیہ کی پرواہ کون کرتا ہے۔ جان ہے۔ تو جہان ہے روپیہ خرچ ہو۔ بلاسے۔ جان بچی لاکھوں پائے"۔
"پھر جلدی کیجئے۔ کونسا وقت دیکھتے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر کو بلا کر تشخیص کرائیے"۔

ڈاکٹر:۔ "آپ کو صحت یابی کے لئے بہت سی اشیاء خوردنی کو ترک کرنا ہوگا۔ کیونکہ مرض کا سد باب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کے پیدا کرنے والے بواعث کی روک تھام نہ ہولے"۔
"کیا یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ دوائی دیتے جائیں۔ اور میں کھاتا جاؤں اور صحت حاصل ہو جائے۔ اور مجھے ذائقے چھوڑنے نہ پڑیں"۔

ڈاکٹر:۔ "بالکل نہیں! یہ امر ناممکن ہے۔ صحت اس وقت تک کبھی حاصل نہ ہوگی۔ جب تک اس کو برباد کرنے والے جرم ہلاک نہ ہوں اور جرم اس وقت تک ہلاک نہیں ہوسکتے۔ جب تک ان کی پرورش میں مدد دینے والی اشیاء مستعمل رہیں گی"۔
"بہت اچھا۔ جناب میں ضرور ہر اس چیز سے پرہیز کرونگا۔ جو میری صحت کو بگاڑنے والی ہو۔ میں صحت کے لئے ہر قربانی اور ایثار کرنے پر تیار ہوں۔ بشرطیکہ میری صحت کسی طرح درست ہو جائے"۔

ڈاکٹر:۔ "اگر آپ پرہیزات اور ممنوعات پر عامل رہے۔ تو یقیناً بہت جلد شفا پائینگے"۔

الامان۔ الامان! سیلاب اندھا دھند چلے آرہے ہیں۔ کوہ آتش فشاں خشمناک صورتیں دکھا رہے ہیں۔ لاوا کوسوں تک بہ کر تباہی لا رہا ہے۔ ژالہ باری سروں پر بلائے بے درماں کی طرح ہو رہی ہے۔ باد تند مختلف ممالک میں انسانی ہستیوں کو تہ وبالا کر رہی ہے۔ آتش زدگیوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ وبائیں منہ کھولے کھڑی ہیں۔ اور خدا کی مخلوق کو نگل رہی ہیں۔ ہیں! یہ کیا ہوا! غیب سے گولا پھٹا! آہ اف!! اس کی کسر باقی تھی! مال و املاک کی تباہی کا کچھ حساب نہیں رہا۔ جانوں کی ہلاکت کا کوئی شمار نہیں۔ آہ! محلہ، بستی! گاؤں ہی تک یہ قہر خدا محدود نہیں۔ شہروں کے شہر ویران ہو رہے ہیں۔ ابھی اور دیکھیں۔ کیا ہوتا ہے۔ آہ! یہ پرفتن گھڑیاں! اُف یہ تاریک لمحے! ہائے افسوس اجل کس بے دردی سے خلق خدا کو گرفت میں لا رہی ہے۔

"کیوں جی! قسم قسم کی آفات منڈلا رہی ہیں۔ طرح طرح کے حوادث سے فضائے دنیا مکدر ہو رہی ہے۔ مختلف قسم کے آلام و مصائب نے رات کا آرام اور دن کا چین حرام کر رکھا ہے۔ آخر اس کے دفعیہ کی بھی کوئی تدبیر سوچی؟"
"کیا کہیں۔ آفات ناگہانی نے ایسا پریشان کر دیا ہے۔ کہ کچھ پوچھو نہیں۔ ان سے نجات ملنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ تقدیر سے کون لڑے"۔
"آپ نے معلوم تو کیا ہوتا۔ ممکن ہے۔ کوئی نجات دہندہ مل ہی جائے۔ اور ان تاریک گھٹاؤں کو اڑا کر مطلع صاف کر دے"۔
"توبہ جی! کس کا دل گردہ۔ کہ ان کو ہٹا سکے۔ ان کے دور کرنے کا کسے اختیار ہے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر کیا کر سکتی ہے۔ خدا کی مرضی اسی طرح ہے"۔
"استغفر اللہ! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ دنیا میں جہاں معمولی مرضوں کے علاج موجود ہیں۔ وہاں خطرناک مرضوں کے بدرجہ اولیٰ ہونگے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خفیف مرضوں کے علاج ہوں۔ مگر بڑے مرض جو نہایت درجہ ہلاک کرنے والے ہوں۔ وہ لاعلاج رہیں"۔
"بھائی! یہ مرض ہو۔ تو اس کا کوئی علاج بھی ہو۔ یہ مرض نہیں تقدیر ہے۔ اور تقدیر سے کون ٹکرا سکتا ہے"۔
"لاحول ولا قوت۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا اس ارحم الراحمین ہستی کو اپنے بندے عزیز نہیں۔ کہ وہ انھیں مصیبتوں میں گرفتار کر کے لاعلاج چھوڑ دے۔ کیا وہ ہستی آفات نازل کرنا ہی جانتی ہے۔ چارہ سازی نہیں کر سکتی؟ توبہ کریں۔ یہ گمان اس کی شان کا مترادف ہے۔ اس قادر نے کوئی ایسی تقدیر نہیں بنائی۔ جس کی تدبیر نہ ہو۔ سوائے موت کے"۔
"آپ کو تو آج معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے۔ اچھا جائیے۔ اپنے چارہ گر کو بلا لائیے۔ کہ اس آتش کو ٹھنڈا کر دے۔ اس لاوے کو سمیٹ دے۔ اس باد تند کو تھام لے۔ ہمیں اور کیا چاہیئے"۔
"کیا آپ کے ڈاکٹر حکیم امراض جسمانی یوں ہی سمیٹ لیجایا کرتے ہیں۔ کہ آپ اس طرح کا عمل بتاتے ہیں"۔
"بھئی! ہمارے ہاں ڈاکٹر مسہل دیتے ہیں۔ پرہیزات کراتے ہیں۔ تلخ دوائیاں دیتے ہیں۔ آپ تو ناحق سر ہوئے جاتے ہیں آپ کو اگر کسی چارہ گر کا علم ہے۔ تو بلا لاؤ۔ اور ان آفات کو مسہل دلوا دو۔ فیس میں چکا دونگا"۔
"آپ کی یہی تعلیاں تو رنگ دکھا رہی ہیں! مردِ خدا یہ آفات امراضِ روحانی کے مواد ہیں"۔
"پھر کہہ تو رہا ہوں۔ ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔ فیس کا میں ذمہ دار! اب اور کیا کروں"۔
"میں نے تو آپ کے فائدہ کے لئے توجہ دلائی تھی۔ آپ استہزا کرتے ہیں۔ آپ جانیں میرا کیا نقصان۔ نتیجہ آپ کو بھگتنا ہوگا"۔
"نہیں واللہ! میں استہزا نہیں کر رہا۔ آپ بُرا نہ مانیں۔ اور ضرور ایسے انسان کا پتہ بتائیں۔ جو ان تباہ کن حالات سے نجات دلوا سکے"۔
"بھلے آدمی! جیسی مرض لاحق ہو۔ اُسی نوعیت سے معالجہ بھی ہوا کرتا ہے۔ یہ آفات اعمال کی پراگندگی سے پیدا ہوئے۔ اب اس کی اصلاح کے لئے مرد کامل کی ضرورت ہے۔ جسے تھوڑے سے تدبر و تفکر اور ذرا سی جستجو کے بعد آپ پا سکتے ہیں۔ اور اس ہلاکت سے بچ سکتے ہیں۔ بصورت دیگر ان مہلک امراض سے شفایابی محال ہے"۔
"میری عقل آپ کی منطق سمجھنے سے قاصر ہے۔ میں مطلقاً نہیں سمجھا۔ کہ آپ کی مراد کیا ہے"۔
"اگر آپ کی سمجھ میں ابھی تک واقعی کچھ نہ آیا ہو۔ تو میں وضاحت کئے دیتا ہوں۔ سنیے! دنیا اپنی تمام پُر از ریا خوبصورتیوں کے ساتھ مخلوق خدا کے سامنے آئی! اور اپنے حسن کی جلوہ گری سے دلوں کو لبھا لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کی عشوہ سازیوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خلقت اپنے خالق کو کلیتہً بھول گئی۔ اس سے دن بدن دور ہٹتی گئی۔ یوم الستُ کو فراموش کر کے فسق و فجور میں مبتلا اور لہو لعب میں مشغول ہو گئی۔ اللہ اور رسول کا دھیان دلوں سے محو ہو گیا۔ اس نے یہاں تک سحر سامری دکھایا۔ کہ بندوں نے اپنے معبود سے کچھ تھوڑا تعلق بھی باقی نہ رہنے دیا۔ اور جب غفور الرحیم نے اپنے خطا کار و نافہم بندوں کی یہ بے راہ رویاں دیکھیں۔ تو از راہ ترحم ان کی اصلاح کے لئے اپنے مقدس بندہ کو مبعوث فرمایا۔ مگر غضب ہوا۔ کہ ان بگڑی ہستیوں نے بجائے شکر گزار ہونے کے پے تکذیب کمر باندھ لی۔ اور خوش آمدید کہنے کی بجائے زبان کو مغلظات کے لئے وقف کر دیا۔ جب اس نے سیدھے راستے کی ترغیب دلائی۔ تو انھوں نے زیادہ کجرویاں اختیار کیں۔ جب اس نے پاکدل بننے کی تحریک کی۔ تو انھوں نے قساوت کو اور بڑھایا۔ جتنا اس نے ان کو خدا کے نزدیک کرنا چاہا۔ اتنا ہی یہ پرے ہٹتے گئے۔ تمسخر کیا۔ مذاق اڑائے۔ گستاخیاں کیں۔ اور اس طرح نافرمانی کر کے خدا کے غضب کو اپنے اُوپر بھڑکا لیا"۔

اب بھی وقت ہے۔ کہ سنبھل جائیں۔ اور اس بھیجے ہوئے کے آگے جھکیں۔ توبہ و استغفار سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ ندامت کے اشک بہاتے ہوئے اپنی خطاؤں کا اعتراف کریں۔ عفو کے طالب ہوں۔ تقوےٰ اختیار کریں۔ بدیوں سے احتراز کریں۔ تو بخشش کا دروازہ کھل جائے۔ باب امن کشادہ ہو جائے۔ اور یہ پُر از ہموم زمانہ مبدل بہ راحت ہو جائے۔ کیونکہ وہ رحیم اپنے بندوں کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ اور ہر وقت عفو و درگزر کے لئے آمادہ ہے۔ بشرطیکہ بندہ تضرع و انکسار سے اُس کی چوکھٹ پر جھکے۔ مگر بندے خود ہی اپنی بداعمالیوں سے اس کے تلطف کو اپنے اُوپر بند کر رہے ہیں! کہئے! کچھ عقل نے رفاقت کی"۔
"خیر صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ مجھے تو معاف کیجئے۔ دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ اب آپ کے پیچھے لگ کر آخرت بھی خاک میں ملا دوں۔ یہ مجھ سے نہ ہوگا"۔